

الهدى الكافي في حكم الضمائم

مكتبة علماء دار العلوم حيدرآباد

المؤلف: **آية الله العظمى** **آية الله العظمى** **آية الله العظمى**

مفتي اعظم

آية الله العظمى **آية الله العظمى**
امام احمد رضا خان دہلوی

اعلیٰ حضرتانیت ورک
Alhazrat Network

الہاد الکاف فی حکم الضعاف

ضعیف حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت

ابن باتوہ کا ثبوت حدیث کے

پایا جائے وہ سب ایک ہلکے کی نہیں ہوتیں بعض تو اسس اعلیٰ درجہ قوت پر ہوتی ہیں کہ جب تک حدیث مشہور و مستتر نہ ہو
اسس کا ثبوت نہیں دے سکتے احادیث اگرچہ کہیں ہی قوت مستند نہایت صحت پر ہیں ان کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔
(عقائد میں حدیث احادیث اگرچہ صحیح ہو کافی نہیں) یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں جن میں خاص یقین و کار و عمل
تفازاتی رحمہ اللہ تعالیٰ شریعہ عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔

عبدالواحد علی تقدیر اشتغالہ علی جمیع
الشرائط المذكورة في اصول الفقه لا ينفيد
الا الظن ولا عیة بالظن في باب الاحتمال والافتقار
حدیث احادیث اگرچہ تمام شرائط صحت کے جامع ہو
ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات
کا پتہ اعتبار نہیں۔

مولانا علی قاری مخ الرضی الازہر میں فرماتے ہیں، الاحاد لا تقید الاعتقاد فی الاعتقاد (احادیث
امداد و بارۃ اعتقادنا قابل اعتقاد)۔

(دربارۃ احکام ضعیف کافی نہیں) دوسرا درجہ احکام کا ہے کہ ان کے لیے اگرچہ اتنی قوت و کار نہیں پھر بھی حدیث
کا صحیح لذاتہ خواہ غیر یا حسن لذاتہ یا کم سے کم غیر ہونا چاہئے، جمہور علماء یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

(نفاس علی مناقب میں) باتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے، تیسرا مرتبہ فضائل و مناقب کا ہے
یہاں باتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا
ثواب پائے گا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عز و جل نے یہ مرتبہ بخشا، فیض عطا کیا، تو ان کے
بالین لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق مرآۃ
نہ جاننے سے ناشی، جیسے بعض جاہل بول اٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں
یہ ان کی نادانی ہے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے کچھ خدا جاننے کہاں سے کہاں سے جانتے
ہیں، عز و جل کو صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ کسی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے، رسالۃ قاری و مرآۃ و
شرح ابن حجر کی تفتیحات و لآئیں نام سیر کی و قرل مستدام مستوفی کی پانچ جہاتیں اول دوم و سوم و چہارم و دہم میں
گزریں، جہات تفتیحات میں تصریح کی کہ نہ صرف ضعیف حسن بلکہ کسی فضائل اعمال میں مقبول ہے، ہاں اگر اس میں
ضعف راوی کے ساتھ اپنے سے اوٹی کی مخالفت بھی ہوتی ہے کہ تنہا ضعف سے کہیں بدتر ہے، امام اہل شیعہ علماء
والعرفاء سیدی ابوطالب محمد بن علی قحس، اللہ سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفہر قوت القلوب فی معارف المحبوب

علیہ السلام ولا حیدرہ بمن شد ۱۲ من (یعنی کسی شاذ شخص کا اعتبار نہیں رہتا)

علیہ الاجماع المذكور فی الضعیف المطلق کما نحن فیہ ۱۲ من

علیہ مسند امیر غیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق و تنقیح فقیر کے رسالہ البشری العاجلۃ من تعحف اجلۃ و رسالہ الاحادیث
الراویۃ لحدوث الامیر معویۃ و رسالہ مرض الانزاز و الاکرام لاول ملوک الاسلام و رسالہ ذب الایہواء الواسعۃ فی
باب الامیر معویۃ وغیرہ میں ہے دفعتاً اللہ تعالیٰ بمنہ و کرمہ لتہیقہا و تہیئہا و قفہا و لبس انقصانہ فی امۃ
الاسلام بغفہا و قفہا امین یا عظم القدۃ و اسم الرحمة امین صلی اللہ تعالیٰ و بارک علی سیدنا محمد و آلہ
و صحبہ وسلم ۱۲ عند رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

علیہ فی فصل المہادی و الثلثین ۱۲ من

لہ مخ الرضی الازہر شرح فقہ اکبر الانبیاء منہ رحمہ عن الکیار و الصغار مصطفیٰ البانی مصر ص ۷۷

میں فرماتے ہیں،

الاحادیث فی فضائل الاموال وقضیئل الاصحاب
متقبلة محتمة علی کل حال صاطیعہا وراسیلہا
لا تمارض ولا تورد، کذلک کان السلف
یفعلون^۱۔
فضائل اعمال وقضیئل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی
حدیث کسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و مانور ہیں مطلقہ
ہوں خواہ مرسل نہ اُن کی مخالفت کی جائے نہ انہیں
زد کریں اللہ سلفہ کا یہی طریقہ تھا۔

امام ابو زکریا نووی ازربعین پھر امام ابن حجر مکی شریف مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقاۃ وحرز شریف حصین
میں فرماتے ہیں،

قد اتفق الحفاظ ولفظ الامربعین قد اتفق العلماء
علی جو انرا عمل یا حدیث الضعیف فی فضائل
الاعمال ولفظ المعمرین لجواز العمل بہ فی فضائل
الاعمال بالاتفاق^۲۔
فتح المبین بشرح الاربعین میں ہے،
یعنی حدیث ضعیف فضائل اعمال میں عمل اس لیے ٹھیک
ہے کہ اگر واقع میں صحیح ہوئی جب تو اس کا حق تھا اس
پر عمل کیا جائے حق ادا ہو گیا اور اگر صحیح نہ ہو تو اس پر
عمل کرنے میں کسی تکمیل یا تحجیم یا کسی کی حق تلفی کا منفسہ تو
نہیں اور ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اللہ کس

لا نہ ان کان صحیحہا فی نفس الامر فقد اعطی
حقہ من العمل بہ، والا لہ یقرب علی العمل
بہ مفسدۃ تعلیلہ ولا تحریم ولا ضیاع حق
لفظہ و فی حدیث ضعیف من بلفظ حق ثواب عمل
فعملہ جعل لہ اجرہ وان لم اکن تملکہ او کما

علہ تحت حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیث قال النووی طرقہ کلہا ضعیفۃ ۱۲ منہ (م)
علہ فی شرح الخطبۃ تحت قول المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ انی اسرجوان یکون جہیم صافیہ صحیحاً ۱۲ منہ (م)
علہ فی شرح الخطبۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۱۔ قت القلوب فی مسائرہ المحبوب فعل الحادی والعشرون مطبوعہ دار صادر مصر ۱۴۰/۱
۲۔ شرح اربعین للنووی خطبۃ الکتاب مصطفیٰ الباب فی مصر ص ۴
۳۔ حرز شریف شرح مع حسن حصین شرح خطبۃ کتاب نوکشتور لکھنؤ ص ۲۳

قال واشاعر المصنف رحمه الله تعالى بحكاية
الاجماع على ما ذكره الى الرد على من ساءل
فيه الخ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے مجھ سے کسی عمل پر
ثواب کی خبر پہنچی وہ اس پر عمل کرے اُس کا اجر اُسے حاصل
ہو اگرچہ وہ بات واقع میں میں نے نہ فرمائی ہو۔ لفظ حدیث
کے کوئی ہیں یا جس طرح حضور پر فرمایا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرماتے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نقل اجماع
علا سے اشارہ فرمایا جو اس میں نزاع کرے اُس کا قول مردود ہے۔
مقاصد میں ہے،

قد قال ابن حيد البراءهم يتساهلون في
الحديث اذا كان من فضائل الاعمال.
امام محقق على الاطلاق فتح القدير في فراساتہ
الضعيف غير الموضوع يعمل به في فضائل
الاعمال.
مقدور امام ابو طوایب الصلوات و مقدمہ جوبانیر و شرح الفقیہ الحنفی و تقریب الزاوی اور اس کی شرح
تدریب الزاوی میں ہے،

واللفظ لهما يجوز عند اهل الحديث وغيرهم
التساهل في الاسانيد الضعيفة ورواية ما في
الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان
ضعفه في فضائل الاعمال وغيرهما مما لا تعلق له
بالعقائد والاحكام ومن نقل عنه ذلك اثم جنبل
وابن مهيدي والبن المبارك قالوا اذا روي

عن ذكره في مسألة تعدية الاحكام (م) صاحب درر و تقری کی قدیم میں اس کا بیان ہے ۱۲ (د)

سنة فتح المبين شرح الاربعين
سنة القاصد الحنفية زير حديث من يلفه عن الله الخ
سنة فتح القدير باب الامانة
ص ۲۰۵ مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت
۳۰۳/۱ نوید رضویہ سکھر

فی العلول والحرام شد دنا و اذا امر وینافی الفضائل
و نحوها تساهلاً و مختصاً۔
ہم ملال و حرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور
جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی اور مہلتاً۔

امام زین الدین عراقی نے اقیقۃ الحدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیر واحد
(یعنی امام ابن مہدی وغیر واحد سے ایسا ہی منقول ہے) وہاں شارح نے فتح المفیث میں امام احمد و امام ابن مہدی
و امام ابی مبارک و امام سفینی ثوری و امام ابن عیینہ و امام ابو ذریعہ وغیرہ و حاکم و ابن عبد البر کے اسماء و اقوال
نقل کیے اور فرمایا کہ ابی ہریرہؓ نے کمال اور غیبؓ نے کفایہ میں اس کے لیے ایک مستقل باب وضع کیا۔ غرض مسئلہ
مشہور ہے اور نصوص نامحصورہ بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آسنہ میں مسطورہ ان شاء اللہ العزیز العفود۔
تذہیب کے کبرائے و باب یہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں، مولوی خرم علی رسالہ نقیضہ میں لکھتے ہیں،
صفات و فضائل اعمال و فیما نحن فیہ باتفاق علماء اصول
بہا است۔ الخ
فضائل اعمال میں ادھر جس حدیث کو گنہگار کہتے ہیں اس میں
میں باتفاق علماء ضعیف حدیثوں پر عمل درست ہے الخ

مناہر حق میں راوی حدیث خلاۃ اہل بیت کا منکر الحدیث ہونا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، اس حدیث کو
اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے الخ
اسی میں حدیث فضیلت شب بارات کی ضعیف امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے
لیکن عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں باتفاق جائز ہے الخ

افادۃ مفیدہ ہم فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف قربت
استجاب کے لیے پس ہے۔ امام شیخ الاسلام ابو ذریعہ یا نعم اللہ تمنا سے بیکار کتاب الادکار النعمان میں کلام اللہ عز وجل
علیہ فعل هذه العبادات الثلاثة مع حق اصحابنا
و غریبہ اصحابنا امام الخول محب الوصلی مولانا
الولوی جید افادہ راہ ابدی حق ادام اللہ تعالیٰ فیضہ
فی کتابہ سیف الاسلام المسلول علی المتابع فعل المولد
و القیام ۱۲ منہ (دہ)
کے چار ۱۲ منہ (دہ)

عکسہ اول کتاب ثالث فصول المعقودۃ ۱۲ منہ (دہ)
یہ کتاب کے شروع میں مقدمہ کی تیسری فصل میں ہے ۱۲ منہ (دہ)

سکہ تدریب الراوی قبیل نزع الثالث والعشرون
مطبوعہ دار المکتب الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
سکہ ملکہ ہر حق باب المسخن و فضائلہا
مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۷۶/۱
سکہ مناہر حق اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف باب قیام شہ رمضان
مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۸۴۳/۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں،

قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغيرہم
يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب
والترهيب بالحدیث الضعیف ما لم یکن
موضوعاً۔

یعنی ہاں ہی الفاظ امام ابن الہائم نے العقد الضعیف فی تحقیق کلام التوحید پھر معارف ہائے سیدہ ام عبد القی
نابلسی نے مدایر تدبیر شرح طائیفہ کبریٰ میں نقل فرماتے، امام فقیر انفس محقق علی الاطلاق بیخ العید میں فرماتے ہیں،
الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعل کا مستحب ہونا ثابت
ہو جاتا ہے) علامہ ابراہیم علی غلیہ السنن فی شرح غیۃ المصلیٰ میں فرماتے ہیں،

(استحب ان یسحر بدنه بمندیل بعد الصلا۔)
لما روت عائشة مرثی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان
للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرقۃ
یتخشف بها بعد الوضوء، وما وہ الترمذی
وهو ضعیف ولكن يجوز العمل بالضعیف فی
الفضائل۔

مولا نا علی قاری موضوعات کبیر میں حدیث مسیح گران کا ضعف بیان کر کے فرماتے ہیں،
الضعیف یصل بہ فی الفضائل الاحصاء اتفاقاً

عہدہ او آخر الفصل الثانی من باب الاول ۱۲ منہ (د)
عہدہ قبیل فصل فی حمل الجنانہ ۱۲ منہ (د)
عہدہ فی سنن الفصل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

سہ کتاب از کلام سیدہ ام ولد رضی اللہ عنہا
سہ فتح القدر فی فصل فی الصلاۃ علی المیت مطبوعہ نوریہ رشیدیہ سکر
سہ غنیۃ المستفی فی شرح منیۃ المصلیٰ سنن الفصل سہیل اکیدمی لاہور ص ۵۲

ولذ اقال انتمنا ان مع الرقة مستحب او
سنة۔
کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے اکثر کام نے فرمایا کہ وضعیں
گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

امام جلیل جلال سیر علی طرک الشریا باظہار ما کان خفیاً میں فرماتے ہیں،
استحبہ ابن الصلاح وتبعہ النووی نظر الی
ان الحدیث الضعیف یتصاح بہ فی فہائل
الاحمال۔
تلفیق کو امام ابن الصلاح پھر امام نووی نے اس نظر سے
مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے
ساتھ نرمی کی جاتی ہے۔

عقلمعنی جلال دوائی رحمہ اللہ تعالیٰ انور فی العلوم میں فرماتے ہیں :
الذی یصلح للتعمیل علیہ ان یقال اذا وجد
حدیث فی فضیلة عمل من الاحمال لا یحتمل
الحرمة والکراهیة یجوز العمل بہ ولستحب
لانہ ما مومن الخطر و مرجو النفع۔
اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت
میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت و کراہت
کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے
کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت و کراہت کا عمل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف
ہی تھی۔

اقول وبالله التوفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی ہی یہ ہیں کہ استحباب مانا جائے

علیہ نقلہ بعض العصریین و هو فیما تروی ثقتہ فی التثلیث (م)
علیہ نقلہ العلامة شہاب الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فی شرح الادیباجة
حدیث روی المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ بسندہ الی ابی داؤد حدیث من سئل عن علم فکتمہ الحدیث و
لمحقق ہمنا کلام طویل نقلہ الشارح ملاحظہ و تاخرہ بما ہو من اخرج فیہ و اوجہ مع المحقق فی
عامۃ ما ذکرہ و لا تخشیہ الاطلاع لآئینا بکلامہا مع مالہ و علیہ و لکن سنشیر ان شاء اللہ تعالیٰ
الی اخرین لیسیر یظہر بہا الصواب بعون الملک الوہاب ۱۲ مترقی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۶۳ ص	مطبوعہ مجتہبی دہلی	حدیث مسیح الرقۃ	ملک موضوعات کبیر
۱۹۱/۲	دار الفکر بیروت		ملک الحادی للفتاویٰ خفیا
۳۳/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان	دیباچہ	ملک نسیم الریاض شرح شفاء

در نفس جواز تعاملت اباحت و انعدام نہی شرعی سے آپ ہی ثابت، اُس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا، تو
لاحرم و رد حدیث کے سبب جانبِ فعل کو ترجیح دینے کی حدیث کی طرف اسنادِ محقق اور اُس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی
استحباب ہے، آخر یہ دیکھا کہ علامہ علی و علامہ قاری نے اسے عمل و جوازِ عمل کو دلیل و ثبوت استحباب قرار دیا اور امام
محمد محمد باقر امیر الحاج نے مقام اباحت میں اُس سے تمسک کو دیکھ کر ترقی و اولیت میں رکھا کہ جب اُس پر عمل ہوتا ہے
تو ثبوت اباحت تو بدرجہ اولیٰ اس سے کھل گیا کہ اُس پر عمل کے معنی نفس اباحت سے ایک ذائد و بالاتر چیز ہے اور وہ
نہیں مگر استحباب و هذا ظاہر لیس دونہ حجاب (امید ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) علیہ
شرعاً فیہ میں فرماتے ہیں،

الجمہور علی العمل بالحديث الضعیف الذی
لیس بموضوع فی فضائل الاعمال فهو فی ابقاء
الاباحة السی لم یتتم دلیل علی اشتغالها
حصلاً فیما نحن فیہ اجدر
امام ابو طالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں،

الحديث اذا لم ینافخ کتاب اوسطه وان لم
یشهد له انه لم ینفخ تأویله عن اجماع
الامة، فانه یوجب القبول والعمل بقوله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد
قیل
حدیث جب قرآن عظیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو
اگرچہ کتاب و سنت میں اُس کی کوئی شہادت بھی نہ ملے،
تو بشرطیکہ اُس کے معنی مخالف اجماع نہ پڑتے ہوں اپنے
قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضور سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر دمانے کا
حاکم نہ کہا تو چلے۔

یعنی جب ایک راوی جس کا کذب یقینی نہیں ضرور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اُس

علہ سنن الفضل مسئلۃ المتبدیل ۱۲ منہ (م)
علہ فی الفصل الحادی والثلاثین ۱۳ منہ (م)
سنن فضل میں رجال کے مسئلہ میں اسی کو ذکر کیا ہے (ت)
التیسری فصل میں اس کو بیان کیا ہے ۱۳ منہ (ت)

لہ حلیۃ الحل شرح فیہ المصلی
لہ قوت القلوب الفصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ المطبعة النبیة مصر ۱/ ۱۷۷

اور میں کتاب وسنت و اجماع امت کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔

اقول اما قوله قدس سرہ یوجب "اقول امام ابو طالب مکی قدس سرہ کے قول
 فكل ما نه يرد التكد كما تقول لبعض اصحابك
 حقه واجب على فقال في الدر المختار لا
 المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم اوان ملحقه
 الى ما عليه السادات المجاهدون من الامة
 والعرفية قدسنا الله تعالى باسرارهم الصفة
 من شدة تعاهدهم للمستحبات كانها
 من الواجبات وتوقيهم عن المكروهات بل و
 كثير من المباحات كانهم من المحرمات اوان
 هذا هو المذهب عنده فانه قد سمع سرهما
 فيما نرى من المجتهدين وحق له ان يكون
 منهم كما هو شأن جميع الراصدین الى غیر
 الشريعة الکبری وان انفسوا اظهروا الى احد
 من ائمة الفتوى كما بينه العارفت بالله
 سیدی عبد الوهاب شعرانی فی المیزان والله
 تعالی اعلم بمیراد اهل العصر فان
 سیدی عبدالوہاب شعرانی نے میزان میں تفصیل گفتگو کی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معرفت کی مراد کو زیادہ بہتر
 بہتر جانتا ہے۔ (د)

علیہ آخرباب العیدین ۱۲ من ریحی اللہ تعالیٰ عنہ (د) باب العیدین کے آخر میں اس کا ذکر ہے (د)
 علیہ فی فصل فان قال قائل فهل يجب عندكم على المقلد التمسك بقول ان قال قائل كيف الوصول الى الاطلاق
 على من الشريعة المطهرة الخ وفي غيرهما ۱۲ من ریحی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

سہ در مختار باب العیدین مطبوعہ مستبائی دہلی ۱۱۷/۱
 مے المیزان الکبریٰ فصل ان قال قائل كيف الوصول الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۲۲/۱

فرماتے ہیں ،

ما جاءكم عن من خبر قلته اوله اقله فاني اقولہ
وما جاءكم عن من شرفاني لا اقول التشریف
تھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی
ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات
کی خبر پہنچے تو میں بُری بات نہیں فرماتا۔

ابن ماجہ کے نظیر ہیں ،

ما قيل من قول حسن فاما قلته
جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے
فرمائی ہے ۔

عقيلي کی روایت یوں ہے ،

خذا به حدثت به اولهم احدث به
اُس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے مندرجائی ہو
یا نہیں ۔

و اب ابن ثوبان مولى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن ابن عباس رضى الله
تعالى عنهم (اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے وہ غلام حضرت ثوبان اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے ۔ رت)
عقيلي اپنے فرامد میں حمزہ بن عبد الحمید عمر اللہ تعالیٰ سے راوی ،

ما أت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
في نومتي العجوة قلت يا بى است و اتمم
يا رسول الله انه قد بلغنا عندك قلت من
سمع حديثا فيه ثواب فعلم بذلك الحديث
مرجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب
وان كانت الحديث باطلا فحقا
اعرب هذه البلدة انه لم يسمع
میں نے حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
خواب میں جیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ
میرے ماں باپ حضور پر قربان ہیں حضور سے حدیث
پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی
حدیث ایسی سنے جس میں کسی کو ثواب کا ذکر ہو وہ اُس
حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عز و جل اسے
وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو ۔ حضور اقدس

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل مرویات ابی ہریرہ
۲۔ سنن ابی ماجہ باب اتباع السنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مجتبیٰ لاہور
۳۔ کنز العمال بحوالہ عن النکمل من رواية الحديث ، حدیث ۹۷۱۰ مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت
۳۹۷/۲
ص ۴
۲۲۹/۱

انا قلت سید
کا بے شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے منسہاتی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
ابو یعلیٰ اور طرائقِ شیعہ اوسط میں سیدنا ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من بلغنا عن الله تعالى فضيلة فليرصدق بها لم ينهنا
جسے اللہ تعالیٰ نے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ لٹے
اُس فضیل سے محروم رہے۔

ابو اسرہا بن عبد البر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا،
اهل الحديث جميعا عظميتا هلمون في الفضائل
تمام علمائے محدثین احوادث فضائل میں نرمی فرماتے
فیرو و ہوا عن کل و انما یثمدون فی احادیث
میں انھیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں، ہاں
الاحکام۔

ان احادیث سے صحافت ظاہر ہوا کہ جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ جو ایسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اُسے چاہیے
نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق محنت حدیث و تفاسیر سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ اپنے حسن بیگ اس نفع
کو پہنچے ہی جائیگا اقوال میں جہت کمئس نہایت، بحوالہ ظاہر ہوا کہ بعد ثروت بطلان، بجا، امید کے کوئی غمخ نہیں۔
فحوق الحدیث وان لم یکن ما یلحقه حق و نحوه
انہی صیغہ فی نفس الامر کا بعد العلم بہ و
نہ ہوا اس کی مثل دوسرے الفاظ اس سے مراد
ہذا و اخره جدا اعتبرت ولا تنزل۔ نفس الامر سے ذکر بعد از حصول علم۔ اور یہ بہت ہی اچھے لہجے سے یاد رکھو،
اور وہ اس علمائے فضل کی نہایت ظاہر کہ حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اُس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے،
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ کوئی سبھا نہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ
انا عند ظن صیدتی (میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے) رواہ البیہاوی و مسلم
و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ و العاکوفی عن انس بن مالک (اسے بخاری، مسلم، ترمذی،

سید قوائد الفضلی
سید مسند ابو یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۴۲۰
سید کتاب المسلم
سید الصغیر مسلم
سید قوائد الفضلی کتاب التوبہ
مطبوعہ دار القیام و ثقافت اسلامیہ سعودی عرب ۳۸۴/۲
مطبوعہ قیدی کتب خانہ کراچی ۳۵۲/۲

نسبی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور حاکم نے حضرت انس بن مالک سے معنی اسے روایت کیا۔ ت۔
 دوسری حدیث میں یہ ارشادِ زیادہ ہے، "خلیظ بن ماشا" (اب جیسا چاہے پھر پرگان کرے) اخروہ
 الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن واثلہ بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیحہ (اسے فرائی نے
 محکم کبیر میں اور حاکم نے حضرت واثل بن اسبق سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ ت)

تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے، "ان ظن خیرا فله وان ظن شرا فله" (اگر بھلا گمان کرے گا
 تو اس کے لیے بھلائی ہے اور بُرا گمان کرے گا تو اس کے لیے بُرائی) مرواہ الامام احمد بن ابی حنبلہ
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الصحیحہ ونحوہ الطبرانی فی الاوسط والوفعی فی المعجمین
 عن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام احمد نے سند حسنی سے صحیح قول پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور اس کی شکل طبرانی نے اوسط اور ابوالخیر نے علیہ میں حضرت واثل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
 جب اُس نے اپنی صدق نیت سے اس پر عمل کیا اور یہ عزیمت سے اُس فیض کی امید کی تو مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے
 احرم الاکرامین سے اُس کی امید میں ذکر سے گوارا کر دیا حدیث واقع میں کسی ہی ہو۔ واللہ الحمد فی الاولی والاخری

افادہ نوذہم (عمل بھی گوارا ہے کہ ایسی حدیث ضعیف مقول سے) وبانہ التوفیق، عقل الزلم
 ہر تو ان نعوض وبقول کے علاوہ مذکور بھی کر دلائی ہے نہ ہی بد ضعیف حدیث متبر اور اس کا ضعف مضمر کہ سند میں
 کچھ ہی نقصان ہوں، اگر طبعی پر یقین تو نہیں فان الکذب قد یصمدی (بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے) تو کیا
 معلوم کہ اس نے یہ حدیث ضعیف ہی روایت کی ہو۔ مقدمہ امام ابو ظفر علی الدین شہر زوری میں ہے،

اذا قوال فی حدیث اندہ لیس صحیحہ خلیس ذلك
 قطعاً بالہ کذب فی نفس الامر اذ قد یکو من
 ہمدقا فی نفس الامر وانما الس ادبہ لیرید
 اسنادہ علی الشرط المذكور
 محدثین جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے
 فی الواقع کذب پر یقین نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث
 غیر صحیح کبھی واقع میں سچی ہوتی ہے اس سے تو کتنی مراد
 ہوتی ہے کہ اُس کی سند اس شرط پر نہیں جو محدثین نے
 صحت کے لیے مقرر کی۔

قریب و دیریب میں ہے،

اذ قبل حدیث ضعیف، فضعفاء لیس یصح
 لہ المستند علی الصحیحین علی کم کتاب التوبہ والاناۃ
 لہ مسند الامام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ
 لہ مقدمہ ابن الصلاح النوع الاول فی معرفۃ الصحیح
 کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی
 مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۲۰/۴
 بیروت ۳۹۱/۲
 غاروکی کتب خانہ لبنان ص ۸

اسنادہ علی الشرح، لحدود کلامہ کذب فی نفس
الاکھری لجواز صدق الکاذب^۱ الخ مختصاً۔
اسناد شرط ذکر پر نہیں نہ یہ کہ واقع میں بخوبی ہے ممکن ہے
کہ جھوٹے سے صحیح کو لا براد مختصاً

(صحیح و تضعیف صرف بنظر ظاہری واقع میں ممکن کہ تضعیف صحیح ہوو بالکس) محقق حدیث اطلاق فتح میں
فرماتے ہیں،

ان وضعف الحسن والمصحیح والتضعیف انما
هو باعتبار الاستدلال اما فی الواقع فیموجز عطف
المصحیح وصحة التضعیف^۲۔
اُسی میں ہے،

لیس معنی، لتضعیف الباطل فی نفس الامر بل
ما لم یثبت بالشروط المعتدلة عند اهل الحديث
مع تحویز کو نہ صحیحاً فی نفس الامر فیموجز
ان یقتل قرینة تحقق ذلك، وان الراوی
التضعیف اجاد فی هذه النکات المعین فی حکم
بیۃ۔
ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ
یہ کہ جو شرطیں اہل حدیث نے اعتبار کیں ان پر نہ آنے
اس کے ساتھ جہاز ہے کہ واقع میں صحیح ہو، تو ممکن کہ
کئی ایسا قریب جہازیات کوئی کہ وہ صحیح ہے اور
راوی صحیف نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر راوی کی ہے
اُس وقت باضعف ضعیف راوی اس کی صحت کا حکم
کو دیا جائے گا۔

موضوعات گیر میں ہے،

المحققون علی ان الصحیحة الحسن والتضعیف
انما هی من حیث الظاهر فقط مع احتسالی
محققین فرماتے ہیں صحت و ضعف سبب
بنظر ظاہری واقع میں ممکن ہے کہ صحیح موضوع ہو وہ

عنه مسألة الشغل قبل المضرب ۱۲ من (م)

عنه مسألة السجود علی کور، النجاة ۱۲ سرحدہ تہذیب (م)

لہ تدریب الراوی شرح تقریب الراوی الخرج الاول الصحیح مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۵۹، ۶۱
لہ فتح القدر باب التواضع مطبوعہ قریب رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۹
لہ " باب صفة الصلاة " " " ۱/ ۲۶۶

فہرست صحیحہ عبد اہل الکشف

کشف الغم عن جمیع الامور الارشاد فرمایا

کان حبلى الله تعالى عليه وسلم يقول من صلى
على طهر قلبه من النفاق ، كما يطهر الثوب
بالماء ، وكان حبلى الله تعالى يقول من صلى
على الله على محمد فقد فتح على نفسه
سبعين بابا من الرحمة ، والحق الله محبته في
قلوب الناس فلا يبغضه الا من في قلبه نفاق ،
قال شيخنا رحمه الله تعالى عنه هذا الحديث
والذي قبله مرويا هيا عن بعض الناس في
عن الخطير عليه الصلاة والسلام عن
سروا الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهما
عندنا صبيحان في احدى دجوات نوحه و
لم يشبههما الصحابة ثوب على مقتضى اصطلاحهم

مردود اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت پروردگار علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر
درویشی کے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے
جیسے پڑا پانی سے ، حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ محمد اس کے شہرہ روز
رحمت کے اپنے اوپر نکول لیے ، اللہ عزوجل اس کی
جنت و گن کے دونوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض
نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا ۔ ہاں یہ شیخ
یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے
پہلی ج میں نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انہوں نے
سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام انہوں نے حضور پرورد
تعالیٰ نام علیہ افضل الصلاۃ و اکمل السلام سے یہ روایت
حدیثیں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اگرچہ
محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کریں۔

نیز میزان شریف میں اپنے شیخ سید علی بن قوام قدس سرہ العزیز سے نقل فرماتے ہیں

كما يقال عن جبير جادواه المحدث ثوب
بالسند الصحيح المتصل يفتي سنداه
حصوله الحق قبل وعلا فكله لك يقال فيما
جسٹس یہ کہتا ہے کہ جو کہ محدثین نے سند صحیح متصل سے
روایت کیا اس کی سند حضرت امی مزارعہ تک پہنچتی ہے
یعنی جو کہ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا

على آخر الجلد الاول باب جامع فقبا في الذكر آخر فصل الامر بالصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ١٢ من سورة فاتحة
عنه فوس في بيان استحالة خروج شيء من اقوال المجتهدين من الشريعة ١٢ من

سنة ائمة ائمة الجبري فصل فان ادعى احد من العلماء
سنة كشف الغم عن جمیع الامور فصل في الامر بالصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مطبوع دار الفكر بيروت ١٣٥٥/١

نقلہ اهل الکشف الصحیح من علم الحقیقۃ۔ اسی کے حق میں یہی کہا جائے گا۔

بالجملہ اولیاء کے لیے اس سند ظاہری کے دوسرا طریقہ ذرا غلطی ہے، لہذا حضرت سیدی ابوزہ بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ السامی پختہ زمانہ کے حکمرانی سے فرماتے:

قد اخذتہ عنہم مینا عن صیت واخذنا علمنا
عن الی الذی لایموت ۛ
تم نے اپنا علم سلسلہ اموات سے حاصل کیا ہے اور ہم
نے اپنا علم طریقت سے لیا ہے۔

نقلہ سیدی الاحمد الشحرانی فی کتابہ المبارک
انفاخر الیقوت والجواهر احوال البیض السابغ
ایہ اوقیت والجمہور کی سینا لیسوی بحث کے آخر میں
والا صریحین۔
نوکر کیا ہے۔ (ت)

حضرت سیدی امام المکاشفین علی اللہ والہین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صنف کچھ احادیث کی تصریح
فرمائی کہ طور پر ضعیف مافی لئی تھیں،

کما ذکرہ فی باب الثالث والصبیح من المعنوتات
الکیۃ الشریفۃ الانہیۃ المکیۃ ونقلہ فی
ایہ اوقیت ۛ
جیسا کہ انہوں نے فقرات الکیۃ الشریفۃ الانہیۃ المکیۃ
کے تیرھویں باب میں ذکر کیا اور ایہ اوقیت میں اس مقام
پر اسے نقل کیا ہے۔ (ت)

اسی طرح نام حفاظ الحدیث امام جلیل مولی اللہ والہین سید علی قدس سرہ العزیز پھیز بار بیداری میں مجال
جہاں آرا سے حضور پرورد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر وہ جوئے بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف طور پر تھیں تصحیح فرمائی کہ کیا
عانت ربانی امام الامام عبدالباق شحرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے من شاء
فلیتشرف بسطاعتہ (جو اس کی تفصیل چاہتا ہے میزان کا مطالعہ کرے۔ ت) یہ نفیس و جلیل فن یہ کہ

عہد فی الفصل المذكور قبل ما مر بہ جوہ صفحہ ۳۳ منہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ (ہر)

۲۵/۱	ملفوظات ابوبکر	فصل فی استماتہ خرمن شی من اتوالی الجہدین، ام	ملفوظات ابوبکر	۲۵/۱
۹۱/۲	ملفوظات ابوبکر	باب الثالث والسابع والاربعین	ملفوظات ابوبکر	۹۱/۲
۸۸/۲	ملفوظات ابوبکر	ملفوظات ابوبکر	ملفوظات ابوبکر	۸۸/۲
۴۴/۱	ملفوظات ابوبکر	فصل فی استماتہ خرمن شی ام	ملفوظات ابوبکر	۴۴/۱

بنا سبست مقام بکرا نہ تھائے نفع رسائی برادرانِ دینی کے لیے حوالہ قلم سوا احیاءِ دل پر نقش کرین چاہئے کہ اسی کے جاننے والے کم ہیں اور اس فقر شہ گاہ میں پیسنے والے بہت قدم سے

خیلی قطع الصیافی الھ الھ

کثیر و ایاب الحصول قسائل

(اس سیرے دوست! چراگا ہوں میں ڈاکہ ڈالنے والے کثیر اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔ ت)

بات دُر پختی، گنایہ تھا کہ سند پر کیجیے ہی نفس و جرم جو ان کے سبب بطلانِ حدیث پر جزم ہیں جو سکتا ممکن کہ واقع میں حق برادر جب صدق کا احتمال باقی تو ماقبل همان نفع بے ضرر کی امید پاتا ہے اس فعل کو کھلاتا ہے دین و دنیا کے کام امید پر پہنچتے ہیں پھر سند میں نقص ہی دیکھ کر ایک دست اس سے دست کش ہونا کسی عقل کا مقصد ہی ہے کیا معلوم اگر وہ بات سچی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور ثبوتی جو تو عقل میں اپنا کیا نقصان فامہم و تہت و لا تکن من المتعصبین (ات اجمی طرہ کجے اس پر قائم رہا اور کھسب کرنے والوں سے نہ ہو۔ ت) الصاف کیجئے شتا کسی کو نقصانِ عزت غریزی ضعفِ اندام کی شکایت شدید ہو یہ اس سے بیان کرے کہ عقلِ مکرم حاذق نے اس مرض کے لیے سونے کے دق سونے کے کھری میں سونے کی مچلی سے عرقِ بیرونِ شک یا بتیلی پر انگلی سے شہد میں کئی بیج کر کے پنا تھوڑ فرمایا ہے تو من سیر کا اقتضائیں کر جب تک اس معیم بند سیر میں متصل کی قرب تحقیق سے ذکر کے اس کا استقبال بنا حرام جانے، بس ابتدا دیکھنا کافی ہے کہ اصولِ طہر میں میرے لیے اسی میں کچھ عزت تو نہیں ورنہ وہ مرہون کہ لفظ ہائے قراباد کی سندیں دھو نہ تا اور حالِ رواۃ تحقیق کرتا پھر سے گا قریب ہے کہ بے عقلی کے سبب اُنی ادویہ کے فوائد و مافع سے محروم رہے گا نہ عواقبِ تحقیق سے قریب بقی نصیب ہا تھا اسے گا نہ مارگزیدہ دوا پائے گا بیہند ہی حال ہی فضائلِ اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اُن میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرعِ مطہر نے ان افعال سے منع نہ کیا، تو اب ہمیں تحقیق مختار کیا ضرور ہے اگر حدیث فی نفسِ صحیح ہے فقہاء و نہ ہم نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا ہل تو موصوف بنانا الا احدی الحسینی (تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر وہ خوبوں میں سے ایک کا۔ ت)

افادۃ ^۲بستم (حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے بلکہ عملِ احتیاط ہو) مقاصدِ شرح کا مارت اور کلماتِ علی کا د اقتضائیں قبل ضعیف فی الفضائل کے دلائل ذکر کردہ عبارات سے بعد فتح المبین امام ابن حجر علی و انروزج العلوم محقق دہانی و قوتِ اقویٰ امام کی رحمہ اللہ تھالے و نیز تقریر فقیر ذکر افادۃ سے بعد پر نظر میں کرے گا

ابن انوار تہجد کے پرتو سے بطور مدد کے بے تکلف اُس کے آئینہ دل میں مرقم ہو گا کہ کچھ فقہائے اعمال ہی میں انھما نہیں بلکہ عموماً جہاں اُس پر عمل میں رنگہ اعتیاد و تفسیر کی صورت نظر آئے گی بلاشبہ قبول کی جائے گی جانب فعل میں اگر اس کا رد و استحباب کی راہ بتائے گا جانب ترک میں تنزیع و توریج کی طرف بلائے گا کہ آخر صلی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا :

کیف وقد قيل: (کیونکہ زمانہ کا حالانکہ کہا تو گیا) سواہ البخاری عن حقیقۃ بن الحارث النعمانی
مرحی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام بخاری نے عقبہ بن حارث نوقلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اقول وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہم ہا یہ یبذلہ الی ہا یہ یبذلہ
فرمایا : جس میں شبہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور
ایسے کی طرف جس میں کوئی دغدغہ نہیں :

سرواۃ الامام احمد وابو داود الطیالسی والدارمی
والترمذی وقال "حسن صحیحہ" والشافعی
وابن حبان والحب کہ وہ صحیحہ "وابن قسائم
فی معجمہ عن الامام ابن الاثیر عیسیٰ شا
الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند
قوی وابو نعیم فی الحلیۃ والخطیب فی التریخ
بطریق مالک عن ناہم عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔

اسے امام احمد، ابو داود الطیالسی، دارمی، ترمذی نے
روایت کیا اور اسے حسن صحیح کہا۔ شافعی، ابن حبان اور
حاکم بیہدہ نے اسے صحیح کہا۔ ابن قسائم نے اپنی معجم
میں امام ابن الاثیر سیدہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے سند قوی کے ساتھ روایت کیا۔ بڑھنس نے حدیث
اور خطیب نے تاریخ میں بطریق مالک عن ناہم عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(ت)

ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف اگر مرث ظن نہ ہو مرث شبہ سے تو کم نہیں تو عمل اعتیاد میں اس کا قبول میں مراد
شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے، احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، ازاجل حدیث اس و اعظم
کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه
ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي
برجبات سے بچے اُس نے اپنے دین و آبرو کی حفاظت
کر لی اور برجبات میں پڑے حرام میں پڑ جانے کا جیسے

صحیح البخاری کتاب العلم باب الرطة فی المسألة التازوہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹/۱
مسنہ احمد بن حنبل مسند ابیہ فیہ وروان اللہ علیہم اجمعین - دار الفکر بیروت ۲۰/۱

حول بعضی یوشک ان ترتیب فیہ الاوان مکمل ملکہ
 حصی الاوان حصی اللہ جعلا سرہ
 دینے کے گرد چرانے والا نزدیک ہے کہ دینے کے اندر
 چرائے دین کو ہر پادشاہ کا ایک رمانا ہوتا ہے، اس کو
 اقتدر و جل کا دینا وہ چیز ہے جس کو اس نے عزم فرمایا۔
 اسے بخاری و مسلم دونوں نے حضرت عثمان بن بشیر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ دت۔

امام ابن جریر نے فتح البین میں ان دونوں حدیثوں کی نسبت فرمایا :
 سر جو علیہما الی شیء واحد وهو النہی التثنیہ
 عن الوقوع فی الشبہات۔
 یعنی ماحصل مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ تشبیہ
 کی بات میں پڑنا غلط اوستے ہے جس کا مرجع کراہت
 تنزیہ۔

التعز و جل فرماتا ہے :
 ان یلک کا دیا قطعاً کذیہ وان یلک عبداً
 یحبیکو بعد الذی یعد کمرہ
 اگر وہ چھوڑتا ہے تو اس کے جُڑ کا وبال اس پر ہے
 اور اگر سچا ہو تو نہیں پہنچ جائے گی کہ نہ کہ وہ مصیبت
 جس کا وہ نہیں درودیتا ہے۔
 مگر اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں ارشاد امام ابو بکر کی حدیث میں فرمایا :
 ان الاخباس الضعاف غیر مخالفة الکتاب و

السنۃ لایضرب مردہا بل فیہا ما یدل علیہا
 ضعیف حدیثیں جو مخالف کتاب و سنت نہ ہوں ان کا
 رد کرنا ہمیں لازم نہیں بلکہ قرآن و حدیث ان کے قبول
 پر دلالت فرماتے ہیں

و جرم ملانے کو ام نے تصریح فرمائی کہ وہ بارہ احکام بھی ضعیف حدیث مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط

عہد فی فصل الحادی والثلاثین ۱۲ سر (د) اکتیسویں فصل میں اس کا بیان ہے۔ (د ۳)

لے صحیح بخاری باب فصل من استبرأ لہ
 مسلم شریف باب اند الحلال و حرک الشبہات
 ص ۱۳
 ۲۸/۲
 ۲۸/۲
 ۱۶۴/۱
 مطبوعہ قادیانی کتب خانہ کراچی
 مطبوعہ دار صادر بیروت

میں ہر امام نووی نے اذکار میں بعد عبادت مذکور پھر کس بخاوی نے فتح المغیش پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا،

اما الاحکام كاللحلل والحرام والیسع و
السکاح وطلاق و غیر ذلک فلا یعمل فیہا الا
بالحدیث الصحیحہ او الحسن الا ان یتکون فی
احتیاط فی شی من ذلک کما اذا ورد حدیث
ضعیف بکراهة بعض الیسع او الا نکحة فان
المستحب ان یتنزه عنه ولكن لا یجب۔
یعنی محدثین وقتہما وغیرہم علماء فرماتے ہیں کہ حلال و حرام
بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارے میں صرف حدیث
صحیحہ یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع
میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی
کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے
کہ اس سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

امام جلیل بدول سیر علی تدریب میں فرماتے ہیں ۱
و یعمل بالضعیف یضانی الاحکام اذا کان
فیہ احتیاط۔
علامہ علی بن عقیل فرماتے ہیں ۱

الاصول ان الوصل بین الادب و لاق من یکر
فی کل الصلوة لما روی الترمذی عن جابر
مری، انه قال فی حنیف ان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبطل اذا اودت
فترسل واذا قصت فاحدروا جعل یحیی
اوانک و اجمعت قد رما یفرغ الا حکم من
اکلف فی غیر المضرب و انتشار من مشربہ
یعنی اس پر بے ہوشی نہ آئے اور آقا مت کہ دریا طلق
سب نمازوں میں مجھ سے اس بچے کو تہذیب نے حساب
ہوئی اللہ تعالیٰ خیر سے روایت کیا حضور در عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی بڑی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اذان
ٹھہر ٹھہر کر کہا کہ اگر وہ بچہ جلوہ آورد تو میں اتنا غاصلہ
دکھ کر کہ یزید کاف سے (مطہر کی علامتوں) اور بیٹے والا جیسے اور
خبردار والا قصاصے عاجز ہے فارغ ہو جائے، یہ حدیث

عکس در شرح المعنیہ ج ۲ استدلال امام المصنف حدیث میں منسل عن علو حکم الحدیث ۱۲ منہ

عکس فی عمل سنن الصلوة ۱۲ منہ

عکس قوله فی غیر المضرب ہکذا هو فی مستحق الغنیۃ و لیس عند الترمذی بل هو مدرج فیہ نعم ہوتا و بل حسن
العاب کما قال فی الغنیۃ بعد ما عتقنا قالوا قوله قد رما یفرغ الا حکم من یشرب من شربہ فی المضرب

۱/۲۲ نسیم الریاض شرح الشعار تتمہ فائدہ ص ۱۱۱ فی شرح الخطیۃ

عکس تدریب الزادی شرح تقریب الزادی النور الثانی والعشرون المصوب دار الشریک لاسلامیہ ۲۹۹

والمعتصم إذا دخل لقصاء حاجته وهو واثق
كل صبيغاً تكني بجور الحق به في شأن هذا الحكم
اگر ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے۔

تفسیر (بہرہ کے دن بدن سے ترقی لینے کے باب میں) ایک حدیث ضعیف میں بہرہ کے دن چپکنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ۔

من احتجم يوم الاسر بعد يوم السبت عاصابه
يرون فلا يلزم الا لنفسه
جو بہرہ یا ہفتہ کے روز چپکنے لگائے پھر اس کے بعد
پرسیدہ لڑنا ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو طاعت کرے۔

امام سیوطی لائی و تعقیبات میں منہ الفردوس دینی سے نقل فرماتے ہیں۔

سعت، بی یقور، سعت آیا حمود و معمر بن جعفر
بن مطی الیہ بوری قال قلت یوہا ان هذا
الحديث ليس بصحيح فاصدقت یسوع
الاس بعد ما صابني الیوم وایت رسول الله
صلی الله تعالی علیہ وسلم فی الفجر فشکوت
الیہ حتی فقا یا لہ و لا سبب لہ بخیرتی
فقلت تمت یا رسول الله صلی الله تعالی علیہ
ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر غیشا پوری کو نصہر کی
ضرورت تھی بہرہ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو
صحیح نہیں نصہر لے لی تو آرمس ہو گئی، خواب میں حضور
اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
ہوئے حضور سے فرمایا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم نے فرمایا آیات والا استھانۃ بحدیثی
(خبردار میری حدیث کو بلکا نہ سمجھنا) انھوں نے توبہ کی

علہ الامام ترمذی نے فرمایا، هو استاد مجهول (یہ سند مجهول ہے) ۱۲ منہ (م)

علہ او اخر کتاب المرض والطب ۱۲ منہ (م)

کتاب المرض والطب کے آخر میں اس کو ذکر
کیا ہے ۱۲ منہ (م)

باب الجنائز ۱۲ منہ (م)

باب الجنائز میں دس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (م)

سہ غنیۃ المستمل فصل سنن الصلاة مطبوعہ سید ایدھی لاہور ص ۷۷ - ۳۷۹

سہ اسکا مل لائن مدی من ابۃ اسمعین عبد اللہ ابن زیاد مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ شیخ زبیرہ ۱۳۴۶/۲

سہ اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ کتاب المرض والطب مطبوعہ ادبیہ مصر ۲۶۸/۳

وسلم واستهبت وقد عافاني الله تعالى وذهب

آنکہ کھل کر آچے تھے۔

ذلك عني

جليلہ ہفتہ کے دن خون لینے کے بارے میں، امام ابن مبارک روایت فرماتے ہیں ابو معین حسین بن حسن
طبری نے بچپن سے لگائے پاس ہے، ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلاؤ، جب وہ پہلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا
حدیث میں تو ضعف ہے، عرض لگائے، برس ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ،
فرمایا،

ایک والا تھانہ بعد دینی (دیکھ مری حدیث کا معاملہ آسان نہ جانتا)

انہوں نے سنت مانی، اللہ تعالیٰ اس مرض سے نہایت دوسے قریب کبھی حدیث کے معاملہ میں سب انگاری نہ کروں گا
صحیح ہو یا ضعیف، اللہ عزوجل نے شفا بخشی تھ لائی میں ہے۔

اندرج، بنی عساکری تاریخہ من طریق ابی علی مہر ابن ہارون الحافظ الہاری، قال سمعت ابامعین
الحسین بن الحسن الطبری یقول: سمعت الحجامۃ یوم السبت نقلت للعلام ادح لی الحجام ولما ولی
العلام ذکریت لعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من: حتی تم یوم السبت ولیوم الاربعاء واما بعد فضعیف
فدا یلو من الا نفسه قال فذهبت الفلام ثم تفکرت نقلت هذا حدیثی اسنادہ بعض بضعف نقلت للعلما

ادح الحجامہ فی فداء، فاحتججت ما صاغی البرص، ہرایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فی انور فشکوت الیہ حالی فقال: یا لک ولا۔ تھانہ بعد دینی، فندرت اللہ نذر اللہ، وھیب
اللہ مالی من البرص ثم اتھاون فی حبر اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبیحا کان اوسقیا وذهب
اللہ عنی ذلك البرص۔ (نوٹ: اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید سے شروع ہو کر عربی عبارت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے)
مفیدہ (پہرہ کے دن ناخن تراشنے کے امر میں) یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن
کترہ منے کو آیا کہ مرث برص ہوتا ہے، بعض علمائے کترہ کے، کسی نے بر بنائے حدیث منیہ، فرمایا حدیث

عن تلوا مر ۱۶ منہ دم، قالی میں اس عبارت کے قریب جو پہلے گزرا چل ہے (ت)

لہ الا لانی المنصور فی الا حدیث المنصور کتاب المرض والطب مطبعہ ادبیہ مصر ۲/۲۱۹

صبح نہیں قرآن جتلا ہو گئے۔ خواب میں زیارت جمال ہے مثال حضور پرور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حالی کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے دن رات تھاکو ہم نے اس سے نفی فرماتی ہے؛ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مہربانی افکار والا برص نجی الحوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ و دھواں و دستگیر بیکساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا، فوراً اچھے ہو گئے اور اُنسی وقت قبر کی کہ ایک کبھی حدیث سن کر من گفت نزدیک لگا۔ علامہ شب اب الدین خجندیہ صریحی ذکر اللہ تعالیٰ علیہ فیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

قص الاظفار وتقليمها سنة وروى النہی عنه فی يوم الاس بقاء وانه يورث البصر، وحكى عن بعض العلماء انه فصله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا ظففة البصر من ساعته فخرى النسبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی منامه عنك اليه فقال له الم قسم فنهى عنه، فقال لم يصح عندي فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يكفيل انه سمع، ثم مسح يده بيده الشريفة. فذهب ما به كتاب من مخالفة ما سمعناه. (نوٹ، اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید ص ۹۹ سے شرح پر کر رہی عبارت کے آخر پر لکھا ہے بعض علماء امام غزالی ایامی لکھی، کل قسم، قدرہ العزیز سے عطا فرمادی، ماسیہ در مختار میں فرماتے ہیں: بعض آثار میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن کڑوا

وردی بعض الآثار والنہی عن قص الاظفار يوم الاس بقاء فانه يورث وعن ابن الحجاج صاحب المدخل انه هم يقص اظفاره يوم الاس بقاء، فتذكر ذلك، فتذكره، ثم سرائ ان قص الاظفر سنة حاضرة، ولم يصح عنده النہی فقصرها، فطعنه ای احسا بسا البصر، فرای النسبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النور فقال لم قسم فنهى عن ذلك. فقال يا رسول الله لم يصح عندی ذلك فقال

والسے کو برص کی بیماری عارض ہو جاتی ہے اور صاحب مدخل ابن الحجاج کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بدھ کے روز نماخن کاٹنے کا ارادہ کیا، انھیں یہ بھی ملی بات یاد دلائی گئی کہ انہوں نے اسے ترک کر دیا پھر خیال میں آیا کہ ناخن کڑوانا سنت ثابت ہے اور اس سے نمی کی روایت میرے نزدیک صحیح نہیں۔ لہذا انہوں نے ناخن کاٹنے کے لیے تو انھیں برص عارض ہو گیا تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

یکھنا ان قسم، ثم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و صلی علی ہذہ فوالہ المہجۃ جملۃ قال ابن حجر
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی جہودہ مع اللہ توبۃ فی
 لا ۱ مخالف ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ایداً۔

ان کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھر اتر تمام برص زائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس
 بات سے توبہ کی کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنون گا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (ت)
 سبھی اللہ! جب عملِ احتیاط میں احادیثِ ضعیفہ تو احکام میں مقبول و معمول، تو فضائل تو فضائل
 ہیں، اور ان فرائضِ ضعیفہ سے بکر اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیف حدیث
 اس کی غلطی واقعی کہ مستلزم نہیں۔ دیکھو یہ حدیثیں طحاوی سے کبھی نہایت قیں اور واقع میں اُن کی وہ شانِ کفرانِ کفایت
 کہتے ہی فرما تعذیبیں ظاہر ہوئیں، کاش منکرانِ فضائل کو بھی اللہ عز و جل تعظیمِ حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی توفیق بخشے اور اُسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے۔ آمین!

افادۃ لیست ویکم (حدیثِ مسیبت پر عمل کے لیے راس آں باب میں کسی صحیح حدیث کا آنا ہر ضروری نہیں،
 بذریعہ حدیثِ ضعیف کسی فعل کے لیے عملِ فضائل میں استحباب یا مرفوعہ احتیاط میں حکمِ تنزیہ ثابت کرنے کے لیے نہارِ زمانہ
 اصحاب اس کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعل میں کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوئی ہو، بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف
 ہی کا دروداں احکامِ استحباب و تنزیہ کے لیے ذریعہ کاغذ ہے، افاداتِ سابقہ کو جس نے ذرا بھی جو کوشش پریشانی کیا
 اُس پر یہ امر شمس و اس کی طرغ واضح و روشن۔ مگر انجا کہ مقامِ مقامِ افادہ ہے ایضاً باقی کے لیے چند تنبیہات
 کا ذکر مختصر۔

اولاً کلماتِ علمائے کرام میں باوجود طبعِ طبقہ اس جوش و کثرت سے آئے، اس تعذیبِ حدیث کا کہیں نشان
 نہیں تو غرضی تو ابھی مطلق کو از پیشِ غرض تنقید کر لیا کیونکہ قابلِ قبول۔

ثانیاً بلکہ ارشاداتِ علمائے اصحاب اس کے خلاف، مثلاً عبارتِ اوکار و غیرہ خصوصاً عبارت ۱۰ ام ابی الہام
 جوشِ نوری ہے کہ ثبوتِ استحباب کو ضعیف حدیث کافی۔

اقول بلکہ خصوصاً اوکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی حبیب یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیثِ ضعیف آئے تو اس سے
 پکنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس استحباب و انکارِ وجوب کا خفا ہی ہے کہ اُس سے نہیں حدیثِ صحیح
 دہائی کہ وجوب ہوتا، تنہا ضعیف نے صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اعلیٰ و ارجح کلامِ امام ابو طالب کی ہے جس

میں قرباقتصاد اس تفسیر جدید کا رد و مرعہ فرمایا ہے کہ "وان لم یشهد الہ" (اگرچہ کتب و سنت اس خاص امر کے شاہد نہ ہوں)

مثلاً اس مقام سے فقہ حدیث کا علمہ آمد فقہیم و حدیث اس قید کے بطلان پر شاہد دل و جابی انہوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیحہ و موثوقہ نہیں۔
اقول مثلاً:

- (۱) نماز نصف شبان کی نسبت علی قاری۔
- (۲) صلوۃ الصبح کی نسبت بر تقدیر تسلیم ضعف و جہالت امام زرکشی و امام سبکی کے اقوال قاعدہ دوم میں مکرر ہے۔
- (۳) نماز میں اہمیت اتنی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد و افتادہ شانزدہم میں مکرر و بال اس تفسیر کے برعکس حدیث ضعیفہ پر عمل کو تقدیر صحت سے مشروط فرمایا ہے۔

قال روی الحاکم عنہ علیہ الصلوۃ والسلام ان
سرکون ان تقبل صلا تکم فلیو مکو خیاس غامہ
صبر و الا فالضعیف غیر الصو صحیح یصل بہ
فی فضائل الاحمال

حاکم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقلی
ذکر کیا ہے کہ اگر تم یہ پسند کرتے کہ تمہاری نماز قبول
ہو جائے تو تم اپنے میں سے ستر شخص کو امام بناؤ، اگر یہ
روایت صحیح ہے تو یہ ضعیف ہے موضوع نہیں اور

فضائل الاحمال میں حدیث ضعیفہ پر عمل کیا جائے (ت)
(۴) نیز امام محمد رحمہ اللہ نے تمیز و تکلیف قریبی کا فرقہ بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابو طالب مرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ انہیں نکال دو جن کو انہیں پھر خود غسل
کریں وہ غسل میت سے غسل کی حدیثیں نقل کریں، پھر فرمایا،

لیس فی هذا ولا فی شیء من طسرق علی
حدیث صحیحہ، لکن طرق حدیث علی کثیرۃ
والاستجاب یثبت بالصحیف غیر الصو صحیح

ان دونوں باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں مگر حدیث علی کے
طریق کثیر ہیں اور استحباب حدیث ضعیفہ غیر موضوع سے
ثابت ہو جاتا ہے۔

(۵) غسل کے بعد استحباب منہل کی نسبت علامہ ابراہیم علی

(۶) تائید بابت کی نسبت امام ابن امیر الحاج۔

(۷) استحباب مسح کردن کی نسبت مولانا علی کی

(۸) استحباب تلقین کی نسبت امام ابن الصلاح و امام نووی و امام سیوطی کے ارشادات افادۃ مفہم۔

(۹) کراہت وصل بین الاذن و الاقامت کی نسبت علامہ علی کا کلام۔

(۱۰) بدھ کو ناحیہ تراشے کی نسبت خود نسیم ابراہیم و عطیہ کی اقوال افادۃ بستم میں رد و رد گش سامعین پر ہے۔
یہ وائیل تو یہیں موجود ہیں اور خوفِ اطاعت نہ ہو تو سرد و سرد ایک ادنیٰ غریب جسے ہو سکتے ہیں، مگر ایضاً واضح
میں اطمینان تاکہ۔

راہباً، اقول خصوص و عادیث مذکورہ افادات بستم کو دیکھئے کیس بھی اس قید بے معنی کی
مسامحت فرماتے ہیں؟ حاشا بلکہ باعلیٰ نہ اُس کی لغویت بتاتے ہیں کہ کالاً یعنی علی اولیٰ النہی (جیسا کہ
صاحب عقل دوگوں پر مبنی نہیں۔ ت)

حاشا، اقول و بالذہن الترفیق اس شرط زائد کا اضافہ اصل مسأله اجماعیہ کو محض لغو و فصل کر دے گا
کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیث ضعیف پر کاربندی اصطلاحاً جائز نہیں اگرچہ ہاں حدیث صحیح
موجود ہو اور ان کے بغیر میں بحالت موجود صحیح صحیح دور نہ قیام۔

اؤلا اس تقدیر پر عمل مقتضی الضعیف من حدیث بر مقتضی الضعیف ہو گا۔ من حدیث بر مقتضی الضعیف اعمیانی
قطعا احکام میں بھی حاصل اور تفرق زائل، کیا احکام میں درود ضعیف صحاح ثابتہ کو بھی رد کر دیتا ہے؟ ہذا
لا ینقول یہ جاہل (اس کا قول کوئی جاہل بھی نہیں کر سکتا۔ ت) اور ادلیٰ خود شرط سے رواج یا قول بالمتاخرین
ہو کہ مدفع کہ جب صحیح علی درود صحیح ہے تو اسی سے قطع نظر ہو کہ صحت کیونکر!

ثانیاً اگر صحیح نہ آتی ضعیف بیکار تھی کئی توہری کفایت کرتی بہر حال اس کا وجود عدم یکساں پر معمول بہ
ہونا کہاں!

ثالثاً بعد مرۃ آخری اظہار و اجلی (ایک سری جہارت کے ساتھ زیادہ قلمبر و واضح ہے۔ ت)
حدیث پر عمل کی یہ معنی کہ یہ حکم اس سے ماخوذ اور اُس کی طرف مضاف ہو کہ اگر نہ اُس سے لیجئے نہ اُس کی طرف
استناد کیجئے تو اس پر عمل کیا ہوا، اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے ضعیف سے اخذ اور اس کی طرف اضافت
پر معنی، مثلاً کوئی کہ چراغ کی روشنی میں کام کی اجازت تو ہے مگر اس شرط پر کہ نور آفتاب بھی موجود ہو۔ سبحان اللہ
جب مہر نیمروز خود جلہ افزہ تو چراغ کی کیا حاجت اور اس کی طرف تک اضافت؟ اسے چراغ کی روشنی میں کام کرنا
کیوں گے یا نور شمس میں! ع

آفتاب اندھ جہاں آنگر کہ موجود نہ سما

(جب جہاں میں آفتاب ہو تو نہ سما) (ستلہ) (دھندلے سے کیا فائدہ!)

۱۔ جرم معنی مستند ہی ہیں کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دوبارہ فضائل کافی و دوائی۔

(تحقیق مقام و ازاحۃ الادھام)

شہر اقول اب ہم تحقیق مقام اور وضاحت مقصد کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے پورے ہٹ جائیں اور شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء دو طرق کے الفاظ استعمال کرتے ہیں عمل اور قبول، عمل بالحدیث سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر اعتقاد کرتے ہوئے اور اس کے مقتضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں مذکور حکم کو بجا لایا جائے، اس قید کا اضافہ ضروری ہے اس لئے کہ آپ کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ کسی فعل کے متعلق حدیث صحیح اور حدیث موضوع دونوں اگر موافق ہوں اور فعل کو بجا لانے والا حدیث صحیح کو پیش نظر نہ لیتے ہوئے عمل کرے تو لب موضوع ہر عمل مذکور کا قبول بالحدیث پر ہے کہ اگرچہ ضعف بیان کے بغیر روایت کے معنی کا احتمال ہو تو اس کا حاصل یہ ہو گا کہ ضعیف میں جو کلمہ درسی ہے اس پر سکوت کرتے ہوئے فضائل میں اس کی روایت کرنا جائز ہے لیکن احکام میں نہیں، اگر قبول بالحدیث کا یہی معنی صحیح ہو تو یہ معنی عمل بالحدیث ہی کی طرف اشارہ ہوتا ہے، کیلئے وہ ایسے کہ احکام کے بارے میں مروی روایات کے ضعف کو بیان کرنا اس لئے واجب و ضروری ہے کہ اس پر عمل سے روکا جائے کہ احکام میں ہر چیز جائز نہیں پھر اگر غیر احکام میں بھی یہ چیز جائز نہ ہو تو ایجاب میں فضائل و احکام دونوں برابر ہو جائیں گے۔ غلط یہ کہ دونوں جہتوں میں اس امر پر دلیل ہے کہ غیر احکام میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا جائز ہے

(تحقیق المقام و ازاحۃ الادھام)

شہر اقول تحقیق المقام و تنقیح المراد بحیث یکشف الغماہ و یعرف الادھام ان المسائل تدور بین العلماء علی سببین العمل و القبول اما العمل بحديث، فلا یصح به الا احتیثال ما فیہ تعویلا علیہ و الجوری علی حققتہ ساء نظر الیہ ولا ید من ہذا القید الا تمسک ان لو توافق حدیثان صحیحہ و موضوعہ علی فعلی و فعلی لا ماس بہ فی الصحیحہ لا یکون ہذا محلاً علی الموضوع و اما القبول فہو ان احتمال معنی الروایۃ من دون بیان الضعف، فیکون الماحصل ان الضعیف یحوز روایتہ فی بعض ملہ انکوت حدیثہ دون الاحکام علیکن ہذا المعنی علی تقدیر صحیحہ انما یرجع الی معنی العمل کیف ولا مضاف لا یجاب ظہار الضعف فی الاحکام الا التحذیر عن العمل بہ حیث لا یسوغ قلوبہ یسغ فی غیرہا، یعنی لکان ساوہا فی الا یجاب فدار اکا مرفی کلتا الغماہین التی تجویز المشی علی مقتضی الضمات فی ما دون الاحکام فانضمیم ما استدلتنا بہ خاصاً و انکشف الظلام ہذا هو التحقیق بیدان ہذا رجلین من اہل العلم شرت اقدارہم فکلمہما فجملاً العمل و القبول علی ما لیس بہر ادولاً حقیقاً بقبول۔

اب ہمارے پورا اس سوال واضح ہو گیا اور تاریکی کھل گئی اور تحقیق یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو اہل علم ایسے ہیں جن کے قلم کے قدم پھیل گئے، انہوں نے عمل بالحدیث اور قبول بالحدیث کو ایسے معنی پر عمل کیا ہے جو مراد اور قابل قبول ہیں۔ (ت)

ان میں سے ایک علامہ منہاجی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں انہوں نے محقق دو آئی کے رد کا ارادہ کیا اور انھیں ان کے کلام کے ظاہر سے دہم ہو گیا کہ اس کا عمل دہ ہے جب حدیث ضعیف ان امور کے ایک یا سہ بنیاد پر ہو جن کا استحباب ثابت اور اس میں غروب کی نسبت ہو یا بعض صحابہ کے فضائل یا اذکار منقولہ کے بارے میں ہو گا، احکام و احادیث کی تفصیل کی ضرورت انہیں نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا کیونکہ اہل عمل اور فضائل اعمال میں فرق ظاہر ہے۔

اقول ہاں فاضل حق محقق دو آئی کی مخالفت نہ کرتے قرآن کے کلام کا معنی درست ہوتا کیونکہ ثبوت بعض اوقات معنی ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی عمومی اصل کے تحت ہوتا ہے اگرچہ اہانت کی اصل پر ہو کیونکہ مباح نیت سے مستحب ہو جاتا ہے اور ہم قبولی ضحاک کو اس کے ساتھ مشروط ہونے کا انکار نہیں کرتے یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو اس میں ضعیف کو ترجیح لازم آتی اور وہ بالاتفاق باطل ہے اگر فاضل حق بھی یہی ہی مراد لیتے تو درست تھا اور نہ قول اول انکار اس بات کو کہ اس کے تکرار سے غفلت ہو جاتا ہے لیکن فاضل رحمہ اللہ علیہ محقق کی مخالفت کے درپے تھے

احمد هما العلامة الفاضل المنہاجی رحمہ اللہ تعالیٰ حیث حاد المد علی المحقق الدوانی وادھم بظاہر کلامہ ان محملہ اذاری حدیث ضعیف فی ثواب بعض الامور الثابت استحبابہ والترغیب فیہ لوفی فضائل بعض الصحابة او الاذکار الماتورة قال ولا حاجة الی لتخصیص الاحکام و لا اعمال کما توهم للمحقق اظہر حیث الاعمال و فضائل الاعمال آم

اقول مولانا الفاضل المنہاجی صاحب الصالحات لکان کلامہ معنی صحیحہ، فلان الثبوت اعم من الثبوت عینا و باندر ارج تحت اصل عام و لو اصابة الاباحة فان الباطل یبصر بالنية مستحبا و نحن لا ننکر قبول الصعاف مشروط بذلک کیف و لولاء لکان یہ ترجیحہ الضعیف علی الصحیحہ و هو باطل و فاما قیل و اما الفاضل ہذا المعنی لاحباب و لمسلم من التکرار فی قوله او الاذکار الماتورة لکنہ رحمہ اللہ تعالیٰ یصد و مخالفة المحقق المرحوم و قد کان المحقق انما عول علی هذا المعنی

الصحيح حيث قال المباحات تعبر بالنية
عبادة فكيف عاقبه شبهة الاستحباب لاجل
الحديث الضعيف لاجل ان الجواز معلوم من
خامس والاستحباب ايضا معلوم من القواعد
الشريعة المدالة على استحباب الاحتياط
في امر الدين ولو ثبت ثبوت من الاحكام بالحديث
الضعيف بل اوقم الحديث شبهة الاستحباب صمد
الاحتياط ان يعمل به فاستحباب الاحتياط
معلوم من قواعد الشريعة انه ملخصا فالظاهر
من عدم امره انه بعيد الثبوت عند محققيه
ويؤيده تشبهه بالفرق بين الاحمال وفضائلها
فان امره عهد وجنود براهين لا قبل لاحد بها
وقد انك بعضها.

اور محقق نے اسی منہی صحیح پر اعتماد کیا تھا چنانچہ کہا کہ مباحات
نیست سے عبادت قرار پاتے ہیں تو اس کا کیا حال
ہوگا جس کے استحباب میں حدیث ضعیف کی وجہ سے
شہرہ ہو ؟ حاصل یہ ہے کہ جواز خارج سے معلوم ہوتا ہے
اور استحباب بھی دیکھتے قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے
جو امر دین میں احتیاطا استحباب پر وال ہیں ، پس
احکام میں سے کوئی بھی حدیث ضعیف سے ثابت نہ ہوگا
بلکہ حدیث استحباب کا شہرہ پیدا کر دے گی لہذا احتیاطا
اسی پر عمل کرنا ہوگا اور احتیاطا استحباب کی قاعدہ شرعیہ سے
معلوم ہوا ہے اہل طحا ان کی عدم پسندیدگی سے ظاہر
ہوتا ہے کہ انہوں نے ثبوت سے مراد صحت نبوی یہ ہے کہ اس
کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اس پر استدلال
احمال اور فضائل اعمال کے فرق سے کیا ہے اگر انہوں
نے یہی مراد لیا ہے تو یہ بالکل ناگوار ہے جس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور بعض کا ذکر آپ صحت پر کیا ۔ (دست)

عنه ويكده ايضا على ما قبل مضايقة العلماء بين
فضائل الاعمال والترتيب على ما هو الظاهر
من كلامهم فلعنة ابن الصلاح فضائل الاعمال
واسمونها الترتيب والترتيب واسمونها لائق
له بالاحكام والعقائد هذا توضيح ما قبل ، اقول
بل المراد به بعض الفضائل الاعمال التي هي
فضائل تشبه بذلك كل من العلماء المارة في
الافاق السابعة عشر كقول الفقيه والقاري و
السيوطي وغيرهم كما لا ينبغي حجب من له ادنى
مسكة ۱۷ مدونة قاله (دست)

اسے یہ بات بھی رد کرتی ہے کہ علماء کی عبارات میں
ہوتا ہے کہ فضائل اعمال اور ترتیب ایک شے نہیں
ابن صلاح کے الفاظ یہ ہیں کہ فضائل اعمال اور ترتیب
ترتیب کے معانی اور وہ چیزیں جن کا تعلق احکام
عقائد سے نہیں ہے یہ اقل کی وضاحت ہے اقول
(میں کہتا ہوں) بلکہ اس سے مراد فضائل اعمال ہیں
جن کی شہادت علماء کا کلام دیتا ہے جو کہ مترجمین افادہ میں
گزارا مثلاً فقیہ ، قاری اور سیوطی وغیرہ کے اقوال
اور بیانات ہر کسی شخص پر معنی نہیں جس میں کوئی سا
شہور ہو ۱۷ مدونہ فی اللہ تعالیٰ عنہ (دست)

سنة الترتيب معلوم للمدونات

من الی اقول اذن یرجع معنی العمل

بعد الاستقصاء التام الی ترجیح ایچر مضمون
علی عمل مضمون ای یجوز العمل بشی مستحب
معلوم الاستحباب مترجیا فیہ بعض خصوص
الثواب لورود حدیث ضعیف فی الباب فالأنت
نہکم عن هذا الرجاء اھو کشلہ بعد حدیث صحیح
ان ورودہ و نہ الاصل یا طلل فان صحۃ
الحدیث بفعل لا یجبر ضعف ما ورد فی الثواب
المضمون علیہ و علی الثاني هذا لا یقدر علی
الرجاء ینکفی فی الحدیث الضعیف فی حاجۃ
الی ورودہ صحیحہ بخصوص العمل نعم لایہ ان
یکون مما یجوز الشرح رجاء الثواب علیہ و
هذا حاصل بالاندراج تحت اصل مطلوب او
مباح مم قصد مندوب فقد استبان ان
الوجه مع المحقق الدوائی و اللہ تعالی اعلم۔

ثانیہما بعض من تقدم الدوائی نھم

ای مراد النوی ای ما مر من کلامہ فی الاربعین
والاذا لاند اذ ثبت حدیث صحیح او حسن فی
فصلیۃ عمل من الاعمال تجوز رواۃ حدیث
الضعیف فی هذا الباب قال المحقق بعد نقلہ
فی الامنوز لا یخفی ان هذا لا یرتبط بکلام النوی
فصلاً عن ایکون مرادہ دلالتہ فکلمین جواز
العمل و استجابہ و بین مجر نقل الحدیث
فرق علی اہل لولہ حدیث الحدیث الضعیفہ و

علاوہ ادبی میں کتابوں انہما کے گفتگو کے بعد

ابن علی کا معنی عمل مخصوص پر اور مخصوص کی امید دلانا ہے
یعنی کسی مستحب جس کا استحباب واضح ہے پر عمل کرنا اور
اس میں خصوص ثواب کی امید کرنا جائز ہوگا اس لئے
کہ اس میں بارے میں حدیث ضعیف موجود ہے اب
ہم اس امید کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ اسی
رہائی کی مثل ہے جو حدیث صحیح کی وجہ سے ہوتی ہے اگر
وہ وارد ہو یا اس سے کم درجہ کی پہلی صورت باطل ہے
کیونکہ صحبت حدیث کسی ایسی روایت پر جابر نہیں
ہو سکتی جو کسی مخصوص ثواب کے بیان کے لیے وارد
ہو اور دوسری صورت میں اس قدر رہا۔ کے لیے حدیث
ضعیف کافی ہے ثواب کسی مخصوص فعل کے لیے حدیث
صحیح سے ضرورت نہ رہی ہاں یہ بات خود ہی
ہے کہ وہ فعل ایسے اعمال میں سے ہو کہ شریعت نے اس
پر ثواب کی امید لائی ہو اور یہ اصل ہے اصل مطلوب
پر ثواب کا واضح ہو گیا کہ دلیل حق دوائی کے ساتھ ہے واللہ تعالی اعلم۔

اس میں سے دوسرے دوائی سے پہلے کے کچھ لوگ
ہیں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ امام خودی نے اربعین اور
اذکار میں جو گفتگو کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ
جب کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح یا
حسن ثابت ہو تو اس کے بارے میں حدیث ضعیف کا
روایت کرنا جائز ہے، محقق دوائی نے انہما و جہ العلم
میں اسے نقل کرنے کے بعد کچھ معنی درج کئے کہ اس طرح کا
امام خودی کے کلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہو جائیگا
اگر مراد ہو کہ چونکہ اکثر طریق پر جواز عمل مستحب علی اور بعض نقل شد

کے درمیان فرق ہوتا ہے، علاوہ ازیں اگر کسی عمل کی فضیلت میں حدیث صحیح یا حسن ثابت نہ بھی ہو تب بھی اس میں حدیث ضعیف کا روایت کرنا جائز ہے، خصوصاً اس تنبیہ کے ساتھ نقل کرنا کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح بھی کیا ہے اور (ت)

الحسن فی فضیلة عمل من الأعمال يجوز نقل الحديث الضعيف فيها ، لاسيما مع التنبيه على ضعفه ومثل ذلك في كتب الحديث وغيره شائع يشهد به من تنعم بذي تنبيه الله

مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح بھی کیا ہے اور (ت)

اقول میں دیکھو کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو غلطی کے اس وجہ پر پہنچ چکا ہو کہ حدیث ضعیف کا ضعف بیان کرنے کے باوجود اس کی روایت کو مطلقاً محال تصور کرتا ہو کیونکہ اس میں اجماع مسلمین کی مخالفت ہے اور واضح طور پر تمام محدثین کو غما کا مرکب قرار دینا چاہیے اور اویہ ہے کہ ضعف بیان کیے بغیر روایت حدیث پر تو درست ہے نہذاً الحق و دانی کا قول لاسیما مع التنبيه على ضعفه۔ بحسب نہیں۔ اب ہم اس کے قول کی کردہی کے بیان کی طرف لوٹتے ہیں۔

اولاً اگر یہ بیان کردہ قول صحیح ہو اور اسے درج تسلیم کر لیا جائے تو پھر غلط حدیث ہی اس سے مراد ہوگا جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کیونکہ اگر بعض روایت کا نام ہی جھسل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ شخص جس نے نماز کے بارے میں حدیث روایت کی اس نے نماز بھی لو ا کی یا اس طرح روزہ کے بارے میں روایت کی ہو تو آٹھ روزہ بھی رکھا ہو، باوجود اس کے امام غزالی کی دونوں کتب میں غلط عمل ہے اور اسی کی طرف محقق دوانی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ان هذا لا يرتبط الا

اقول لا اری احد اصحابنا يفتي الى الصلة يفتي في الفیادة الى حدیث من رواية الضعفاء مطلقاً حتی مع بیان الضعفاء فان فيه خسراناً لا جماع للمسلمين وتاثيراً بينا بعظیم المحدثين وانما السمراد السمراد اية مع السكوت عن بیان الوهم من قول المحقق لاسيما مع التنبيه على ضعفه ، ليس ف محمله و الا ان تعود الى تربيع مقالته فنقول **اولاً** هذا الذي ابدى ان مسلم و مسلم لم يمتش الا في لفظ القبول كما اشرونا اليه سابقاً فمجرد رواية حديث لو كان محله لا يفتي ان يكون من سوء حديث فب الصلة فقد صلى اوقف الصوم فقد صام و هكذا مع ان الواقع في حلال الامام في كلا الكتبتين انما هو لفظ العمل وهذا ما اشار اليه السيد واني بقوله ان هذا لا يرتبط الا

وثانیاً اقول قد بینا ان القبول
انما مرجعه الی حیوان الفصل وحیثو یکفی فی
ابطاله دلیلتنا المذكورہ خاصاً
ما تقدّم۔

وثالثاً اذن یکون حاصل التفرقة
ان الاحکام لا یجوز فیہا روایۃ الضعفاء
اہلہ ولوجود فی خصوص الباب حدیث صحیح
الانہم الا مقروۃ ببیان الضعفاء اما ما دونہا
کالضعفاء فلیجوز اذ اصح حدیث فیدخصرہ
والالا لا یمکن صحیح ما ذلینہم بالوفی مؤلفۃ
من احادیث مضبوۃ روایت فی السیر والقصص
والنواظیر والترغیب والترہیب والضعفاء والقہرہیب
وسائر ما لا یقنع لہ بالاعتقاد والحکم
فقد ان الضعیف فی خصوص الباب و عدم
الاقتران ببیان الوہن وهذا ما اشار الیہ
لدوائی بالعداۃ۔

اقول وعذک توسع المسانید
السی تسند کل ما جاء عن صحابہ
والمعاجم السی توصل کل ما وکل عن
شیخہ بل والجوامع الحق تجمع
امثل ما فی الباب وروہ امت لویکن
صحیحہ السننہذا الجیل الشامۃ النجار
یقول فی صحیحہ حدیثاً علی بن عبد اللہ
بن جعفر شامی عن بن عیسیٰ ثنا ابی ہریرۃ
عباس بن مہمل عن ابیہ عن جیدہ

ثانیاً میں کہتا ہوں کہ ہم پہلے بیان کر گئے ہیں
کہ قبول کا مرجع جواز عمل ہے تو اب اس کے
ابطال کے لیے خاصاً اسے ہماری مذکورہ دلیل میں مذکور
گشتگوے کافی ہے۔

ثالثاً اب حاصل فرق یہ ہو گا کہ حکام کے
بارے میں حدیث ضعیف کی روایت جباً نہ نہیں
اگرچہ اس خصوصی مسئلہ کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہو
مگر ہفت اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ضعف بیان
کر دیا جائے اور احکام کے علاوہ فضائل میں اگر اس خصوصی
مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح پائی جائے تو ضعیف کی روایت
جائز ہے اگر حدیث صحیح نہ ہو تو جائز نہیں مگر بیان ضعف
کے ساتھ جائز ہے اب ان ہزار کتاب کا یہ بنے گا جن میں
ہیں احادیث ضعیفہ مروی ہیں جیسے روایات، واقعات،
وخط، ترفیہ ترہیب، فضائل اور باقی حدیثیں جو کا
قطع قیقہ اور احکام سے نہیں اس کے ساتھ ساتھ خاص
اس مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح بھی موجود نہ ہو اور ضعیف حدیث کا
ضعف بھی بیان نہ کیا گیا ہو یہ وہ ہے جس کی طرف ردائی نے
علاوہ کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اقول ان مسانید کی وسعت کو ضرر دینے پر جوابی ہے
روایات بیان کرتی ہیں اور معاجم جو شیخ سے محفوظ شدہ آثار
کی حفاظت کرتی ہیں مگر جابری باب میں وارد شدہ احادیث
میں علی قسم کہ روایات جتنی کہتی ہیں اگرچہ سند صحیح ہو مثلاً عیسیٰ
عظیم پیارا کا کہنے کے معنی میں کہتے ہیں میں علی بن عبد اللہ بن جعفر
نے حدیث بیان کی، میں میں میں میں نے حدیث بیان کی میں
ابن عباس بن سلمیٰ نے اپنے بابت اپنے دادا حدیث بیان کی ان

قال كان للجبس حبلى الله تعالى عليه وسلم في
حائضاً فرس يقال له الجبس أه في تذ هيب
التذيب للذ هب اي بن عباس بن سهل بن
مسعد الساعدي السدي في عن ابيه وابي بكرين
حزمو عنه معن القران وابي قديك وريد
بن الحباب وحماعة قال المد ولا بن ليس
بالقوى قلت وضعفه ابن معين وقال احمد
منكر حديث اه وكقول المد ولا بن قال النسائي
كما في الميزان والهرنقل في الكتابين وثيقه عن
احد وبه ضعف الد اسقطني هذا الحديث لاجرم
ان لا يعلل فذيه ضعف قال ماله في البخاري
غير حديث واحد اه قلت فانما النكت بال
عبد الله انه انما تاهل لال بحديث

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے ہمارے باغ
میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام نعمت تھا ۔
عام ذہبی نے تذیب التذیب میں لکھا کہ ابی بن عباس
بن سهل بن مسعود الساعدي مدنی نے اپنے والد گرامی اور
ابو بکر بن حزم سے روایت کیا اور ان سے معن القران ،
ابن ابی قديك ، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے
روایت کیا ، دو لابی لکھتے ہیں کہ یہ قوی نہیں میں کہتا
ہوں اسے ، ابن معین نے ضعیف کہا اور امام احمد کے
نزدیک یہ منکر الحدیث ہے اور میزان میں ہے نسائی کا
قول دو لابی کی طرح ہی ہے اور دونوں کتب میں اس
کے بارے میں کسی کی توثیق منقول نہیں ، دارقطنی نے
اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ۔ لاجرم
حافظ نے کہا ہے کہ اس میں ضعف ہے اور کہا کہ

عنه قلت واما نحوه الميهي فاصعب واضعف
ضعفه النسائي والدارقطني وقال البخاري منكر
الحديث اي فلا تعل الرواية عنه كما مر لاجرم ان
قال الذهبي في احيه ابى انه (۲) مدني الله تعالى
عنه - (۴)

میں کہتا ہوں اس کا بھائی عبد المہی ہے اور وہ
ضعف الضعاف ہے اسے نسائی اور دارقطنی نے
ضعیف کہا ، بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا یعنی اس سے
روایت کرنا جائز نہیں جیسا کہ لاجرم ذہبی نے اس کے
بھائی ابی کے بارے میں کہا کہ وہ نہایت ہی کمزور ہے (۵)

سنن صحیح البخاری باب اسم الفرس والجر
ملک غ سے بخاری ، ت سے ترمذی اور ق سے قرطبی مراد ہے ۔
۶۱/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ گرجی
۶۲/۱ ملکہ خلاصہ تذیب التذیب ترجمہ ۳۲ ص ۱۸۸ ابی ۔ مکتبہ اثیریہ سانچہ مل
۷۸/۱ ملکہ میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۲۷ ص ۱۸۸ ابی ۔ دار المعرفۃ بیروت
خوش : تذیب التذیب ر ملکہ کے خلاصہ اور میزان الاعتدال دو کتابوں سے نقل کیا ہے ۔
۱۰ ص مطبوعہ مطبعہ فاروقی دہلی ملکہ تقریب التذیب ذکر من اسمرانی

لیں من یاب الاحکام واللہ تعالیٰ اعلم۔
 نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عبد اللہ کے بارے میں گمان ہے کہ انہوں نے قسائل سے کام لیا، کیونکہ اس حدیث کا تعلق احکام سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ورابعداً اقول قد شاع و ذاع ایراء
 الضعیف فی المتابعات والنشاهد مالم یقل بمنعہ
 فی الاحکام مطلقاً وان وجد الصحیح باطل صحیح
 ورج یزعم الصریح وینہدم اساس المسئلة الجعم
 علیہا بیعت علماء المغرب والشرق لا اقول
 عن ہد اود الہ بل عن ہذین الجبلیین
 الشافعیین صحیحین الشیخین فقد تنزلا کثیرا
 عن شرطی فی خیر الاصول قال الامام النووی
 فی مقدمۃ شرحہ لصحیح مسلم عاب عاشور
 مسلما رحمہ اللہ تعالیٰ بروتہ فی صحیحہ
 عن جماعة من الضعفاء والمتوسطن الواقعی
 فی الطبقة الثانية الذین یسوا من شرط الصحیح
 ولا یجب علیہ فی ذلک بل جوابہ من اوجہ ذکرہ
 الشیخ الامام ابو حمزہ بن الصلاح (۱) فی انت
 قال (۲) انیکون ذلک واقعاً فی المتابعات
 والنشاهد لا فی الاصول وذلك ما ینذکر الحدیث
 اولاً یا سادہ لطیف سراجہ ثقات ویجعلہ اصلاً
 ثم اتبعہ یا سادہ اخر او اسانید فیہا بعض
 الضعفاء علی وجہ التکید بالمتابعة اولی زیادہ
 فیہ تنہی علی فائدة فیما قد مر وقد احتذر
 المحاکر ابو عبد اللہ بالمتابعة والا استشہاد
 فی اخراجه من جماعة یسومون شرط

ورابعداً میں کہتا ہوں کہ متابع اور شواہد میں
 احادیث ضعیفہ کا زیادہ شائع اور مشہور ہے
 لہذا حدیث صحیح کی موجودگی میں احکام کے بارے میں
 حدیث ضعیف کے مطلقاً روایت کرنے کو منکر کرنا صریحاً
 باطل ہے، لہذا اس میں میں فرق نہیں ہر جاتا ہے اور اس مسئلہ کی
 اساس جس پر علماء مشرق و مغرب اتفاق ہے اگر ختم ہو جاتی
 ہے یہ میں (مسئ یا اس (یعنی عام آدمی) کی بات
 نہیں کرتا بلکہ علم حدیث کے دو بلند اور مضبوط پستار
 بخاری و مسلم کی جیسی کردہ اصل کچھ علاوہ میں اپنے شراؤد
 سے بہت زیادہ ترن میں آگئی، امام نووی نے
 مقدمہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا کہ عیب نگانے و لو
 نے مسلم رحمہ اللہ علیہ پر یہ طعن کیا کہ انہوں نے اپنی کتاب
 میں بہت سے ضعیف اور ترسٹراویوں سے روایت
 لی ہے جو دوسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح کی
 شرط پر ہیں، حالانکہ اس معاملہ میں ان پر کوئی طعن
 نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا کوئی طریقوں سے جواب دیا گیا ہے
 جنہیں امام ابو عمرو بن صلاح نے ذکر کیا (۱) یہاں تک کہ
 کہا، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ان روایات میں
 ہے جنہیں بطور متابع اور شواہد ذکر کیا گیا ہے اصول
 میں ایسا نہیں کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پچھلے ایک
 ایسی حدیث ذکر کی جس کی سند درست ہو اور تمام
 راوی ثقہ ہوں اور اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس کے

واضحیح منهم مطر الوراق وبقیة بن الولید
ومحمد بن اسحاق بن یسار وعبد الله بن حمیر
المصری وسمعان بن راشد وخرج مسلم عنهم
فی الشواهد فی اشیاء لهم کثیرین انتہی وقال
الامام ابودرمحمد العیسی فی مقدمہ عمدة
القاری شرح صحیح البخاری یدخل فی التبعیة
ولاستشهاد روایة بعض الضعفاء و فی الصحیح
جماعة منهم ذکر و فی التابعات والشواهد

بدیہ طور تابع ایک اور مسند یا متعدد اسناد ایسی ذکر کی گئی ہیں
میں میں بعض راوی ضعیف ہوں تاکہ متابعت کے ساتھ
تاکید جو یا کسی اور مذکور فائدہ سے پر تنبیہ کا احفظ مقصود
ہو، امام حاکم ابوعبد اللہ نے مذکور پیش کرتے ہوئے یہی کہ
سب کچھ میں صحیح کی شرط نہیں ان کو بطور تابع اور شاہد
روایت کیا گیا ہے، اور انی روایت کرنے والوں میں
یہ محدثین میں مطر الوراق، بقیة بن الولید، محمد بن اسحاق
یسار، عبد اللہ بن عمر العری اور نعمان بن راشد،

امام مسلم نے ان سے شراہ کے طور پر متعدد روایات تخریج کی ہیں انتہی۔ امام ہرالدین مینی نے مقدمہ عمدة القاری
شرح صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ قواعد اور شراہ میں بعض ضعیفہ کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت
محدثین نے قواعد اور شراہ کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں ان (د)

وخامسا أقول ما لا يخص الكلام

بغير لاصول هذه فن طهر من ستم
مروية في الاصول والاحكام ان لم تروها الخ
فن جاد ب وكم منهم التزموا بيان ما هنا
احالوا فلم يعيد عنهم الرواية المقررة
بالبيان اللهم لا ما در الداع خاص، وقد أكثر
قدما واحد يشا من الرواية من الضعفاء و
المجاهيل ولم يعيد قلت قد خافهم ولا اتكأ
ما ثم وهذا اسد بن عبد الرحمن المدمشقي
ان فطشيم الشافعي ومن رجال صحيحه
قال فيه الامام ابو حاتم عبدوق الا انه من

تخامسا ضعیف اور متوسط راوی کی روایت کی بات
صلہ ہو، سو اب قواعد سے متعلق کرنے کی بجائے کیا
ضرورت جبکہ کثرت راویوں کی روایت کا کیا ایک وغیرہ ہے جو
اصول و احکام میں مروی ہے اگر حلد ہی ان کو ذکر کریں تو ان
ذکر کرنا ہی بہت کم ہیں جسوں نے یہاں اس بات کا التزام
کیا، بل معاملہ راویوں کا توان کے ہاں رواہ کے ساتھ
بیان کا طریقہ معروف نہیں، البتہ کسی خاص ضرورت کے تقاضے
کے پیش نظر بیان بھی کر دیا جائے گا اور ان میں سلف و خلفاء یہ
معمول ہے کہ ضعیف راویوں کے راویوں سے روایت بیان
کرتے ہیں اور اس بات کو ان میں طعن و گنہ شمار نہیں کیا جاتا
دیکھئے بیان ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ جو کہ انقطاع میں امام بخاری کے ساتھ
ہیں ورمیج بخاری کے راویوں میں سے ہیں ان کے بارے میں

من المتقدمة للامام السدي من شرح صحيح مسلم فصل ما يعلقون بسند من كتابه
من المتقدمة للعلامة صحيح بخاري، لما ذكر في الفرق من الاعتبار والتأني، ١٦/١
١٧/١

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں اہ اگر میں ان ثقہ محدثین کے ہم شمار کروں جنہوں نے مجروح راویوں سے روایت کی ہے تو یہ داستان طویل ہو اور ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جس نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ اسی سے روایت کرے گا جس کے نزدیک ثقہ ہو مگر بہت کم محدثین مثلاً شعبہ، امام مالک اور احمد نے مسند میں اور کوئی ایک ڈکاک جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، پھر ان کے ہاں بھی معاملہ ان کے اپنے شیوخ تک ہی ہے اس پر نہیں دیکھنا ان کی سند سے کوئی ضعیف حدیث مروی نہ ہوتی اور محدثین کے ہاں ان میں سے کسی کا سند میں کجاہت نہ ہوتی کے بے کافی ہوتا ہے بلکہ صحت کے ساتھ سند ان تک پہنچی ہو حالانکہ یہ بات کسی ایک کے لیے بھی ثابت نہیں ہے امام احمد اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرماتے ہیں، اگر میں اس بات کا ارادہ کرتا کہ میں ان ہی احادیث کی روایت پر اکتفا کروں گا جو میرے ہاں صحیح ہیں تو پھر اس مسند میں بہت کم احادیث روایت کرتا۔ علامہ ابن جریر نے اپنے اقوال روایت حدیث میں میرے طریقے سے انکار ہے کہ میں حدیث ضعیف کی نقل نہیں کرتا مگر جب اس باب میں مجھے کوئی ایسی کمی نہ ملے جو اسے

اروی الناس عن الضعفاء والمجهولين ثم ولو صرحت اسماء الثقات المرواة عن المجهولين وكثيرا وطال فليس مهم من استقرأه لا يحدث الا من ثقة عند الامور قليل كشعبة ومالك واحمد في المسند ومن شاء الله تعالى واحدا بعد واحد ثم هذا ان كانت في شيوعهم خاصية لا من فوقهم ولا من اسفل من طريقهم ضعیف اصلا ولما كان مجرد وقوعهم في السند ليس بالصحة عند هذه الاصناف اليهم ولو ثبتت هذا لكانت هذه الامور الهامة يقول لا ينسب اليه لو انما كانت اقتصر على ما هو عند الناس ومن هذا المسند الا الشئ بعد الشئ ولكنك يا حنف تصور طريقتي في الحديث اني لا اخالف ما يضعف الا اذا كانت في الباب شيئا يدفعه ذكره في فتح المغيبات واما المتعوضون

عنه او اخر القسم الثاني الحسن ۱۲۷۲

فأما أحداث أمثال الكتب الثلاثة للبخاري
ومسلم والترمذي من الترمذي الصحة
والبيان الغيث عامة المسانيد والمعاجيم
والسنن والجوامع والأجزاء تنطوي في
كل ما بعلی فصل نوح من أنواع الحديث
من دون بيان، وهذا مما لا ينكره
لاجل هل امتنعوا فان ادعى مذهبهم
لا يستحقون ذلك فقد نسبهم الى احتسام
ملايحية وان من علم من اعم انهم
لا يفعلون ذلك منهم بل منبهم على خلفه
شاهدون وهذا ابو داود الذي ليس له الحديث
كما ائلين له او عليه الصلاة والسلام
الحديث قال لا رسالتی الى امة من امة
تدلي ان ما كان في كتابي من حديث فيه
شديد فقد ينسبه ومنه ما لا يصح سند
عالم الاكره شيئا فهو صالح ولعلها احسن
من بعض ما رواه الصحيح ما اراه الامام الى قط
ان لفظ صالح في كلامه اعم من ان يكون الاحتجاج
او للاختبار فما ارتقى الى الصحة ثم الى الحسن
فهو بالمعنى الاول وما عدها فهو بالمعنى
الثاني وما قهر من ذلك فهو الذي في
وهن شديد ثم وهذا الذي يشهد به

روى في فتح المغيبين من ذكره ہے باقی رہیں محدثین کی
تصنیفات و آثار آپ امثال انکسب بخاری و مسلم اور ترمذی
تینوں کتابوں کو سے تجاوز کریں جنہوں نے تصنیف میں ان کے التزام رکھے
تو آپ انہیں مسانید، معاجیم، سنن، جوامع اور اجزاء
کے ہر باب میں مرقم کی احادیث بغیر بیان کے
پائیں گے اس کا انکار جاہل یا متعجل ہی کر سکتا ہے اور
اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محدثین کے ہاں یہ بات نہیں تو یہ
ان کی طرف ایسی بات کی نسبت کہ جس سے لازم
آتا ہے کہ ایسا عمل کرتے ہیں جسے وہ جائز نہ سمجھتے تھے اور
اگر کوئی یہ ذمہ رکھتا ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا عمل
اس کے برخلاف خود شاہد ہے امام ابو داود
کو ہی سمجھے ان کے لیے حدیث اسی طرح آسان کوئی بھی جرح
حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تو ہاں نہ ہو جاتا تھا
بہرحال۔ سنن ابی داؤد میں بعض احادیث کے اندر نہایت سخت
قسم کا ضعف ہے اس کو میں نے بیان کر دیا ہے، اور بعض
ایسی ہیں کہ ان کی سند صحیح نہیں اور ان کے بارے میں میں
کچھ ذکر نہ کروں وہ اس قدر کم کے لیے صالح ہیں اور بعض حدیث
دوسری بعض کے اعتبار سے صحیح ہیں اور صحیح وہ ہے جس کا
امام حافظ نے افادہ فرمایا ہے کہ ابو داؤد کے کلام میں لفظ صالح
اس قدر اور اعتبار دونوں کو شامل ہے پس جو حدیث صحیح
پھر کسی کے دیر پر پہنچے وہ بھی اول کے لحاظ سے صحیح ہے اور جو
ان دونوں کے علاوہ ہے وہ بھی ثانی کے لحاظ سے صحیح ہے

الواقعة فليكن به دأى قيل وقيل وقد نقل عن اعلانه
سيرة النبلاء للذهبي ان ما ضعف استانه نقص

عنه على قيل حسن عبده واختاره الامام المنذرى
وبه حزم ابن الصلاح في مقدمته وتبعه الاصحاب
المنووي في التصريح اي وقد لا يكون حسنا عند غيره
كما في ابن الصلاح وقيل صحيحه عبده وحشي عليه
الامام الترمذي في نصب الراية عند ذكر حديث الثقلين
وتبعه الصلاحه حلي في الغنية في فصل
الواعظ ثم ذكر ذلك بقا ههنا انه قد لا يصح عند
غيره بل ولا يصح اما الامام بن الهيثم في المنتبه
ول الكتاب وتعليقه في الحلية قيل صحة الصلوة
فاقتصر على العجبة وهي تشبهه في شرح
قول من قال حسنه هذا الذي ذكره الحافظ تبعه
فيه الصلوة القسطاني في مقدمة الارشاد
خاتم الحفاظ في التصحيح في فروع في الحسب قال
نكتي ذكر ابن كثير انه روى عنه ما سكت عنه فروج حس
فان حم ذلك فلا شك ان اقول لقائل ان يقول
ان الحسن اطلاقات دأى القصد قبل ما ذكره
نما القوم على هوالذي في شهره وامره فايد ربنا
انه ان صح حسه ذلك لم يرد به الا هذا الذي
استقر عليه الاصطلاح فافهم والله تعالى

اعلم ۱۲ منه (هـ)

اور جو اس سے بھی کم درجہ پر ہے وہ ایسی بڑی جسم منعمت
شیر پر نفس الامراس پرشاد ہے اور تجر پر بھی طارم ہے
اور چرچیل کے طور پر کیا گیا ہے

یعنی بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ حسن ہے اسے
امام منذری نے اختیار کیا اسی پر ابن صلاح نے مقدمہ
میں جو ذکر کیا اور امام نووی نے تقریب میں اسی کی اتباع کیا
یعنی کبھی اس کے غیر کے ہاں وہ حسن نہیں ہوتا جیسے کہ
مقدمہ میں اصلاح میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے
نزدیک وہ صحیح ہے امام ذہبی نے نصب الراية میں ثقلین والی
حدیث کے ذکر میں اسی پر چلے ہیں اور علامہ حلی نے
فیض المستقل کی فصل فی التواضع میں اسی کی اتباع کی ہے
اور اسی طرح یہاں کہا جاسکے گا یعنی کبھی اس کے غیر
کے ہاں وہ صحیح نہیں بلکہ حسن ہی نہیں ہوتا۔ امام ابن ہمام
نے مع القدر ابتداء اسے کتاب میں لکھ کر شکر گرد نے
حلیہ التحمل میں صفۃ الصلوة سے متروک اپنے اس کے صحیح
ہونے پر اکتفا کیا ہے اور بات ایہ دونوں اقوال کو
شامل ہے پس یہ اس کے قول کے قریب ہے جس نے
کہا وہ حسن ہے یہ وہ ہے جس کا ذکر حافظ نے کیا ہے ورنہ
ارشاد الساری میں علامہ قسطلانی نے اسی کی اتباع کی ہے
اور تدریس میں مائت الحفاظ نے بیان فروع فی الحسن
لیکن ابھی تحریر نے کہا کہ اس سے بڑھ کر حسن پر انہوں نے
سکوت کیا، وہ حسن ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کئی اشکال
باقی نہیں رہتے اہ اقول (میں کہتا ہوں) کوئی یہ کہہ سکتا

ہے کہ حسن کے تو مختلف الملاقات ہیں بہت کم قیاس نے اس کا ذکر کیا ہے صرف امام ترمذی نے اس کو شہرت دی اور اس
کا اجراء کیا پس انھیں عزت نے ہماری تائید فرمائی کہ اگر اس سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو انہوں نے
اس سے بھی مراد لی ہے نہ کہ جس پر اصطلاح قائم ہو چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ دست

حفظ و یقین حاصل ہوا کہ عہ بود او و عالمی انوار
 و معلومان کتاب ابی داؤد ہی موضوعہ الاحکام
 وقد قال فی سلسلہ المآلیم احیث کتاب السنن
 الا فی الاحکام ولم احیث فی الرصد و غضاہل
 الامان و غیرہ ۴۰ قال الشمس محمد المجدی
 فی حاتم المبیث اما احمد ابن سیداناس فی شرحہ
 للترمذی قول السلفی علی مالویقم التوسیع
 فیہ من تحریجہا و غیرہ بالضعف یقتضی کما
 قال الشارح فی التکید ان ما کان فی المکتب الخمسة
 مسکوتا عنہ ولم یصرہ لضعفہ انیکون صحیحہا
 یسر ہذا الاطلاق صحیحہا
 بل فی کتب السنن احادیث لم یتکلم فیہا
 الترمذی و ابوہ او وہ لم یجد لغيرہ یہ کلامہ
 مع ذلک مہن ضعیفہ و قال فی السیرۃ الحق
 ابویہ ای فی مسند الامام احمد رحمہ اللہ
 تعالیٰ عنہ "احادیث کثیرہ صحیفہ و بعضہا
 اشدد لضعفہ من بعضہا و قتل بعضہ
 من شیعہ الاسلام الحافظانہ قال
 لیست الاحادیث المزائدا فیہ علی
 عاقب الصحیحین باک و ضعف من
 الاحادیث المزائدا فی سنن ابی داؤد
 سیر اعلام النبلاء ترجمہ ابی داؤد و ابن اشعث

اور امام بخاری کی اعلام سیر النبلاء سے منقول ہے کہ جس حدیث
 کی نہ ضعیف لکے نہ لاری کا حفظ ناقص ہوئے کی وجہ سے جو تو
 ایسی حدیث کے بارے میں ابوداؤد سکوت اختیار کرتے ہیں
 اور یہ بات معلوم ہے کہ ابوداؤد شریف کا موضوع الاحکام ہیں
 کیونکہ سنن کے سلسلہ میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ کتاب
 الاحکام ہی کے لیے لکھی گئی ہے زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کے لیے
 نہیں اور جس حدیث ترمذی نے فتح المبیث میں بیان کیا ہے
 کہ ابن سیداناس نے اپنی شرح ترمذی میں قول مسلم کی ایسی
 حدیث پر تنکول کیا ہے جس کے بارے میں اس نے خروج وغیرہ
 کی ضعف کے ساتھ تصریح واقع نہیں ہوئی پس اس کا
 اتنا فاسد ہے جیسا کہ شارح نے تحریر کیا کہ کتب خمسہ میں جس
 حدیث پر سکوت اختیار کیا گیا ہو اور اس سے ضعف کی
 تصریح نہ کی گئی ہو وہ صحیح نہ ہو مگر اکثر اطلاق صحیح نہیں کیونکہ
 کتب خمسہ میں ایسی احادیث موجود ہیں جن پر ترمذی یا
 ابوداؤد نے کلام میں کیا اور ترمذی کسی غیر سے بارے علم کے
 مطابق ان میں گفتگو کی ہے لکن ابوداؤد احادیث ضعیفہ ہیں
 اور مرقات میں فرمایا کہ یہ ہے کہ اس میں مسند احمد ہی اس
 قائلے حدیث میں مستثنیٰ آیا ویت ایسی ہیں جو ضعیف ہیں
 اور بعض دوسری حدیث کے اعتبار سے زیادہ ضعیف ہیں اور
 اور ترمذی اس اس کے بعد شیخ الاسلام حافظ نے نقل کیا کہ
 اس میں (یعنی مسند احمد بن حنبل میں صحیحین پر جو زائد احادیث
 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/۲۱۴

۵۰/۱
 سلسلہ فتح المبیث شرح الخیث للحدیث السنن و القسم الثاني الطبری بیروت ۱/۱۰۰ و ۱۰۱
 سہ مرقات شرح مشکوٰۃ المصابیح شرط البخاری و سلم انہی الترمذی ابوہ علیہ رکتہ الاموات ۲۳/۱

والترمذی علیہما وبالجملة فالسبیل واحد
لین، مراد الاحتجاج بحديث من السلف
لا سیما سنن ابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ
وعبد الوہاب مما لا مرئیہ اشاد بحديث
من السانید لان هذا مکملها لعل شرط جامعوها
الصحة والحسن وثلاث السبیل انت المحتج
انکان اهلا للنقل والتصحيح فليس له انت
يعتبر بشئ من القميص حتى يحيط به وانت
ليریک اهلا لذلك فلو وجد اهلا تصحيح
او تصحيح فله والا فلا يقدم على
الاحتجاج فيكون كحاطب ليل فله يحتج
بابطال وهو لا يشترط وقال الامام
عنه الشهور ورفق معلوم
الحديث حكى ابو عبد الله بن مندة
الحفاظ انه سمع محمد بن سعد
ابا وروى به مرسو يقول كانت من
مذهب ابی عبد الرحمن الساسی
ان یخصم عن كل من لم یحکم
على تركه او قال ابن مندة وكنه
البو اؤد السجستانی یاخذ ما خذه
ويخصم لاسد الغنیمت اذا الم
یجد فی الباب غیر ولا مة اقوى عنده
من رای الرجال انه وفيها یعیده ثم

میں وہ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں صحیحین پر راہ سادہ
سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں الغرض راستہ ایک ہی ہے
اس شخص کے لیے جو احادیث سنن سے استدلال کرنا
چاہتا ہے خصوصاً سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ
اور مصنف عبد الرزاق۔ کیونکہ ان میں سے بعض کا ساتھ صحت
ہو یا استدلال ان احادیث سے جو مساید میں ہیں کیونکہ
ان کے جامعین نے صحت و حسن کی کوئی شرط نہیں رکھی اور
وہ راستہ ہے کہ استدلال کرنے والا اگر نقل و تصحیح کا ہل ہے
تو اس کے لیے ان سے استدلال کرنا اس وقت درست
ہوگا جب سر لٹا دے دیکھ کر پوچھے اور اگر وہ اس بات کا
ال نہیں تو اگر ایسا شخص پاس ہے جو تصحیح و تحقیق کا ہل ہے
تو اس کی تقلید کرے اور اگر ایسا شخص نہ پاس ہے تو وہ
استدلال کے لیے قدم ہائے دہرہ رات کو نکلا دیں
اکٹھی کرنے والے کی طرح سر کا ہوسکتا ہے وہ باطل کے
ساتھ استدلال کرے اور اسے اس کا شعور نہ ہو اور
ابو حنیفہ شہروری نے علوم حدیث میں فرمایا: ابو عبد اللہ
بن منہ عاقل نے بیان کیا کہ انصوب نے بعد میں محمد بن سعد
بادری سے کہنے پر سنا: ابو عبد الرحمن ساسی کا
مذہب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حدیث کی تخریج کر سکتے
ہیں جس کے ترک پر اجازت ہو اور بن منہ نے کہا:
اسی طرح ابو داؤد سجستانی اس کے مانع کو بچے اور سند
ضعیف کی تخریج کرتے ہیں نیز اس باب میں اس کے
علوم کوئی دوسرے پر ترجیح دیکھو کیونکہ ان کے نزدیک لوگوں کی

کثیرۃ مراندة علی اصلہ وفيہا الصحيح
والحسن بل والصحيح ايضا فينبغي التعرّف
فی محکوم علیہا، یضاهى فیہما فیصوص العلماء فی
ہذا الباب کثیرۃ جدا وما اوردا کاف فی
اہانتہ ما قصدناہ بالجملة فروایتہم الضافات
من دون بیانت فی کل باب وانما لو
یوجد الصحيح معصوم مقرر لا یرد ولا ینکر
وانما اظہرنا ہذا لما شیعنا خلافا من
کتاب بعض المجتہد، و محمد ظہر
علی کثرت الغفلة وتثبت القدم
فی الزلۃ فاستبان ان لوکان السواد
ما نزعہم ہذا لندی متکافلا لکانت
الفرقة بین الاحکام والصحايف
قد انعدمت وانما لاجتماعیۃ
من ساسہا قد انہضت معتم
ہذا اوجہ ولان قلنا سلسلۃ
ارحاء الضافات وتقول علی وجہ التشقّق
ان المتکمل الذی رعبت فیہ الضافات مطلقۃ حل
یوجد فیہ صحیحہ املافاں وجہ فقد
مرود الصریف ساکتین فی الاحکام انص
عند وجود الصحيح فایمن الفرق
وانما لو یوجد فالامر اشد قائم
النتجۃ ملحق الی اہم بعدون سوق الا سانیہ

استخراج کر سکتے ہوئے اصل پر بہت کچھ زیادہ اضافہ
نقل کی ہیں ان میں صحیح، حسن بلکہ صحیفہ بھی ہیں لہٰذا ان پر
حکم لگانے سے شرب استخراج و اعتبار چاہئے اور
علم کی تصریحات اس معاملہ میں بہت زیادہ ہیں اور
جرم نے نقل کر دی ہیں ہمارے مقصود کو واضح کرنے
کے لئے کافی ہیں، العرض محمدی نے ضعیفہ حدیث پر فتاویٰ
کے مسئلوں میں ذکر کی ہیں اگرچہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث
نہ پائی گئی ہو اور بہت معلوم و مسلم سے نہ اس سے رو
کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کا انکار ممکن ہے۔ ہم نے
یہ طویل بحث اس لیے کر دی ہے کہ بعض بزرگوں کے
کلام سے ہم نے اس کٹھن محسوس کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ
کے سینے کی محبت سے جس نے تبارکی دُر کر دی اور جسٹس کے
مقام پر بہت قدم رکھا پس اب یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر
اس کی مراد وہی جرم ہے تو کاتل کی کیا تپھر حکام اور ضافات
کے درمیان تقریبی تم ہو گئی اور اجماعی مسئلہ کی بنیاد منہدم
ہو گئی ایک یہ ترجیح ہے اور ایک دوسری آسان راہ اختیار کرتے
ہوئے حل و العشق یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ حکم جس کے
بارے میں مطلقاً ضعیف بیٹھیں مری ہوئی کیا جائے گا اس کی
صحیح حدیث پائی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح پائی جائے تو لازم نہ کہ
انہوں نے حدیث ضعیفہ احکام میں بھی صحیح کے ہوتے
ہوئے کو تار وایت کی ہے تو اب فرق کہاں ہے ؟
اور اگر موجود نہ ہو تو معاذ اس سے بھی زیادہ شدید ہے
اگر معترض یہ کہہ دے کہ محمد بن سرق سند کو ہی بیان

مہ البیان می قدر يوجد منهم رواية الضعاف في الاحكام ما لا مقرنة) کہ روایت سکوتنا نہ ہوگی بلکہ یہاں تک کہ روایت کے جواب میں :

قلت اولاً هذا شئ قد يسديه بعض العلماء عدم امن روى الموضوعات ساكتاً عليها ثم لا يقولون - قال الذهبي في الميزان كلاماً حسن - منه في ابى نعيم فطيم لا احب حكايته ولا قبل قول كل منهما في الآخر بل هما عندى مقبولان لا احذر لهما ذنباً اكبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عليهما وقد قال العراقي في شرح القيسية من ابرر اسماده منهم فهو البسط لعدم ادخال ناظم على الكشف عن مسئلة و تكاثف لا يجوز لسر السكوت عليه اه

ثانياً لا يعهد منهم ايراد الاحاديث من اعم باب كانت الا مسئلة فبهذا بيان لم تترك عنه احاديث العضايل ايضا فهاذا تم حلوا في هذه ادوية لك .

قرودیتے ہیں، پس اس مشورہ میں حکما میں مضبوط حدیثوں کے
یہاں تک کہ اولاً یہ وہ چیز ہے جس کو بعض علماء نے ان
لوگوں کی طرف سے غدر کے طور پر پیش کیا جو موضوعات
کو سکوتنا روایت کرتے ہیں پھر انہیں قبول نہیں کرتے۔
دہی نے میزان میں کہا کہ ابو نعیم کے بارے میں ابن منذر
کلام نہایت ہی دیک ہے میں اسے بیان کرنا بھی پسند
نہیں کرتا اور میں ان دونوں کا کوئی قول ایک دوسرے کے
بارے میں نہیں سنتا بلکہ یہ دونوں میرے نزدیک مقبول
ہیں اور میں ان کا سب سے بڑا گناہ یہی جانتا ہوں کہ
انہوں نے روایات موضوعہ کو سکوتنا روایت کیا ہے اور انکی
نشان دہی نہیں کی اور اسی نے شرح الفیہ میں کہا کہ ان
میں سے جس نے اپنی سند کو داغ کیا تو اس نے اپنا غدر
طریق کیا کیونکہ اس طرح اس نے غدر کو سند کے حال سے
آگاہ کیا ہے اگرچہ اس کے لیے اس پر سکوت جائز تھا اور
ثانیاً ان کے دل ہر باب میں یہ معروف ہے
کہ اس میں مسئلہ احادیث لائی جائیں گی تو اس بیان سے
احادیث ضحاک بھی الگ نہیں پھر ان میں تضاد بلکہ
اور وہ سری روایات میں نہ ہو۔

علمہ فی احمد بن عبد اللہ ۱۲۴ (م)
علمہ بقوله فی التذیق فوج الموضوع قبیل التبیہات
۱۲۴ (م) فی احمد بن عبد اللہ (م)

سہ میزان الاعتدالی غازی ترجمہ ۳۴۸ احمد بن عبد اللہ ابو نعیم (م) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۱/۱
سہ تہذیب الراوی شرح التقریب المردون وضع الحدیث مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۲۸۹/۱

بحث بنانا نہیں، جس نے افادات سابقہ کو نظر مائر و قلب حاضر سے دیکھا سمجھا اُس پر پہلے حاجت بیان کا ہر دو میں ہے کہ حدیث ضعیف سے فصائل اعمال میں استحباب یا محل احتیاج میں کراہت تنزیہ یا امر مباح کے تائید یا حجت پر مستند کرنا اُسے حکام میں بحث بنانا اور محال و حرام کا ثبوت ٹکڑا کرنا نہیں کہ اہانت تو خود حکم اصالت ثابت اور استحباب تنزیہ قواعد قطعیہ شرعیہ و ارشاد اقدس کی کیفیت و قد قیل و غیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت جس کی تقریر سابقہ زیور گوشت سامعین ہوئی حدیث ضعیف اس نظر سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ملتی کہ واقع میں صحیح ہو صرف امید و احتیاج پر باعث ہوئی آگے حکم استحباب و کراہت اُن قواعد و صحاح نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے طلب مصالح و مصلحت مفاسد میں احتیاج کو مستحب نہ مانا ہوتا ہرگز ان مواقع میں حکام مذکورہ کا پتا نہ جوتا تو ہر نے حاجت کراہت مندوبیت جو کہ ثابتہ کی دلائل صحیحہ میری سے ثابت کی نہ حدیث ضعیف سے اقول تاہم زانیہ کی درود ضعیف وہ بھی لذائذ بلکہ ملاحظہ مکان صحت تربی و احتیاج کا دائرہ ہوا ہے اگر اُسی کی طرف تجرنا نسبت اثبات کر دیں مجاہدہ و جہت بالضعیف میں ہائے استقامت تو انی دراخت سے صادق کہاں اگر دلائل شرعیہ سے ایک امر کی حرمت ثابت ہو اور کوئی حدیث ضعیف اُس کے کسی فرد کی طرف جیسے مثلاً کسی حدیث مجروح میں خاص ملاح و غروب یا استو کے وقت بعض نماز نفل کی ترغیب آتی تو درمستقل کی جائے کیا اس کا استحباب یا جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف سے ثابت کریں گے اور ضابطہ اثبات ہمیں یہی اور دلائل شرعیہ مثبت نہیب یا حاجت ہوں اور مضائقہ میں نہیں مافی اسی وجہ سے بغیر حرمت نہ ہوگی مثلاً مقرر اوقات کے سوا کسی وقت میں اور اسے سستی یا مہینہ بشتوں کے علاوہ کسی رشتہ کی حرمت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف منع کرے حرمت نہ دینی جائے گی ورنہ ضابطہ کی صحت پر ترجیح لازم آئے لکھنا نہ یہ معنی میں کلام علماء کے کہ حدیث ضعیف دربارہ احکام محال و حرام معمول پر نہیں۔

تھو اقول اصل یہ ہے کہ جہت ذوق غفلت اصل کسی شے کو ثابت کرے کہ جہات مطابق اصل ہے خود اسی صل سے ثابت و ثابت کیا گیا محتاج اثبات ہو گا و لہذا شرع مطہر میں جو اس کے مانے جاتے ہیں جو غفلت اصل کا مدعی ہوا دربارہ اسے دما و فروق و مضار و نہائت تمام استنباط میں اصل اہانت ہے تو ان میں کسی نسل کے جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا صحت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابتہ کے تائید ہے۔

ہذا تحقیق ما اسلفنا فی الکافۃ السابقۃ
 منہ المحقق الدوائی، وھذا ھو معنی
 ما نص علیہ الامامین حقیق العید و
 سلطان العلماء عز اللہ بن عبد السلام و تبعہما
 شیخ الاسلام الحافظ و نقلہ تلمیذہ الصحاوی
 یہ وہ تحقیق ہے جو ہر نے افادہ سابقہ میں محقق دوائی کے
 حوالے سے بیان کی اور یہ وہ حقیقت و معنی ہے جس کی
 تصریح امام بن وقیح العید اور سلطان احمد بن
 بن عبد السلام نے کی اور شیخ الاسلام حقیق نے ان
 دونوں کی اتباع کی اور ان کے شاگرد سخاوی نے

فی فتح البغیث وفي قول الیدیع والسیوط فی
التداریب والشمس محمد الرمی فی شرح
المنهاج النووي . ستم من اثقیة ، ثم
اشهر عن الرمی الصلاة الشریعة فی عذبة
ذوی الاحکام والصحف المدقق العذقی
الدر المختار و اقراء هما وصحشو الدر المنجلب
والطحاوی والنشائی فیها وفي مسحة الخلق
مستهم من الحنفیة ، من اشراط العمل
بانضیاف باند راجع تحت اصل عامه و اذا
حققت لیس بتقید شراند بل تعریج معصون
مانصوا علیه ان العمل به فیما وراء العقائد
والاحکام ، کما اوضحناه لك و به ازما انزهاقا
بعد انبرق ما ظن الظان من است
السلام فی الاحکام الثابتة بالصحاب ، کیف
ولکان کذلک لما حیث جاتی هذه الاشراط
کما لایحیی والله الهادی الی سوری الصراط .
ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر صلیہ برتا تو یہ شر مانگانے کی محتاجی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے ، اور
مذہب سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔ (د)

فی الثبوت اور القول الیدیع میں ، سیوطی نے تداریب
میں جس الدین محمد ربی نے شرح المنهاج النووي میں
اسے نقل کیا ہے یہ چھ شواہد میں سے ہیں ، پھر
ربی سے علامہ شریعتی نے عقیدہ ذوی الاحکام میں
اور محقق و مدق الاعلانی نے در مختار میں اسے نقل کیا
اور اسے ان دونوں نے اور در مختار کے محشین سمی ،
طحاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ و تفسیر میں
یہ ثابت رکھا یہ پانچ حاشیہ ہیں (اور وہ یہ ہے) کہ
حدیث ضعیفہ پر عمل کرنے بے شریک ہے کہ کسی علمی
ضابطہ کے تحت داخل ہو اور جب تو اس کی تحقیق کرے
تو یہ کوئی زائد قید نہیں بلکہ اسی مضمون کی وضاحت ہے
جس کی انہوں نے تصریح کی ہے کہ اس پر عمل عقائد
والاحکام کے بارے میں کیا جائے گا ، جیسا کہ ہم نے
پہلے اسے واضح کر دیا ہے در اس سے ان دو علما
کا خوب زور جو دنیا جو یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ ان علما
کے بارے میں کلام ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت
اور

بکہ انہ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا لازم باطل کر ان احادیث سے جواز
قبول اب میں پر دلیل لانا احکام حلال و حرام میں انہیں عینیت بنانا ہے اور وہ بتصریح علماء نابزہ بعض مخالفہ
قریب دبی حرام ہے ذی برہن نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علماء جو حدیث ضعیفہ کو حلال و حرام میں حجت نہیں
مانتے مگر احادیث ضعیفہ سے انہی کے جواز و استحباب پر دلیل لاسکتے ہیں جس کی چند مثالیں افادہ سابقہ
میں گزریں کیا معاذ اللہ علامہ نے کہہ اپنا کئی تو نہیں سمجھتے ، اپنے مقررہ قاعدہ کا آپ خلاف کرتے ہیں کیا افادہ ضعیفہ
میں امام ابن امیر الحاج کا ارشاد نہ سنا کہ جہر ملہ کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیفہ قابل عمل ہے تو کسی فضیلت کی
اہمیت نہ رکھنا پھر یہ اول و لیکن الوہابیہ کا یسمعون و ادا سمعون لا یعقلون رب انی اسألتک ، لعف و

لعافیتہ اصین (دو ہی ترفیع ہی نہیں، نئے ہیں تو کچھ نہیں، اسے میرے رب! میں تجھ سے غنودہ معافی کا سوال کرتا ہوں، آمین۔ ت۔)

افادہ بسبب و موسم (ایسے مواقع میں ہر حدیث ضعیف غیر موضوع کام دے سکتی ہے)

اقول اولاً ہر علمائے حدیث کے مطالعہ کیجئے تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے لیے کسی قسم ضعف کا تھیں نہیں کرتے، صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدیر و الفتح و شرحی و شرح الفیہ المصنف میں تھاغید الموضوع (موضوع کے علاوہ ہو۔ ت۔) مقدمہ ابن الصلاح و تقریب میں ماسوی الموضوع (موضوع کے سوا ہو۔ ت۔) مقدمہ سید شریف میں دون الموضوع (موضوع نہ ہو۔ ت۔) علیہ الذی لیس بموضوع (ایسی روایت جو موضوع نہ ہو۔ ت۔) اذکار میں ان الفاظ سے اجازت نہ ملے کہ یہاں کہ عالم یکن موصوفاً (وہ جو کہ موضوع نہ ہو۔ ت۔) یعنی امام ابن عبد البر نے اجماعاً محدثین ذکر کیا کہ یہ وہ محدثین تھے جن کا تمام سے روایت کرتے ہیں۔ ت۔ یہ سب عبارات بالفاظ یا بمعنی افادات سابقہ میں گزری، ان کو فی شرحی مواہب میں سبب عسادة المحدثین، التماسہ فی غیر الاحکام و العقائد جالبہ کی موصوفاً (محدثین کی عادت ہے کہ غیر احکام و عقائد میں سبب ہی کرتے ہیں) میں جو موضوع نہ ہو یعنی علامہ علی سیدہ الانسان العیون میں فرماتے ہیں،

علیہ ذکر صاحبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تحت حدیث صحابۃ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ت) اس حدیث کے تحت جس میں ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
مجلس کے اشخاص سے چاند کے ساتھ بیٹھے (خک بانے، کا بیلا سہرہ وہاں اس کا ذکر ہے دیکھو۔ ت) جیون الاثر کی عبارت اور وہ جو عنقریب ذکر کی جائیگی
مجلس نقل ہے وہاں سیاق میں جیون (ت) ان کا بنی ماصرین نے نقل کیا ہے (ت) (م) (م)

فتح القدیر باب الامتہ مطبوعہ مکتبہ نویدہ دہلی دہلی ۳۰۳
مقدمہ ابن الصلاح النزاع اثباتی و المثرون معرفۃ المقلوب مطبوعہ خادوقی کتب خانہ طمان ۳۹
مقدمہ سید شریف
مجلس علیہ الخلی شرح فیہ المصلی
۱۰ اذکار المتعبدین کا نام سیدہ الاہرار فصل قال العلماء مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۷
مجلس کتاب العلم لابن عبد البر
شرح شریعہ از قاضی امرواہب اللہ فیہ المقدمہ الاولی ذکر بضائع علی الترتیب مطبوعہ دار مصر ۱۶۲/۱

لا یخفی ان السیر تجمیع الصحیحہ والمستقیم و
الضعیف والبیلاخ والمرسل والمنقطع و
المعطل دون الموضوع وقد قال الامام احمد
وغیره من الاغنیة اذا مروی فی الحدیث
احرم شدوتا وادرویا فی الفضائل
ونحوها قسما هلا۔

واضح رہے کہ اصحاب سیر برہمہ کی روایات میں کرتے
ہیں صحیح، صحیح، ضعیف، بیلاخ، مرسل، منقطع
اور معطل وغیرہ، لیکن موضوع روایت دکر نہیں کرتے۔
امام احمد اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ جب بحر حلال و
حرام کے بارے میں احادیث روایت کرتے ہیں تو شدت
کرتے ہیں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں روایات
لائے ہیں تو ان میں نرمی برتتے ہیں۔ (ت)

شیخ محقق مروی الحدیث والقرآن قدس سرہ التوی شرح مرط مستقیم میں فرماتے ہیں،
گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بحیث سوائے حفظ بعض روایات
یا اثر یا تدریس بردہ او جود صدق و دیانت منجر میگرد
بتعدد طرق و اگر از جهت تمام کذب راوی باشد یا
شد و یا بخلت او حفظ و ضبط یا بقرت ضعف مثل
فحش خطا اگرچہ تعدد طرق داشته باشد بجز کرد و
حدیث محکم یا ضعف باشد و در فضائل اعمال معمول
حدیث ضعیف یا ضعیف کا ہی حکم ہوگا اور فضائل اعمال میں
سے (ت)

ثانیاً کہی کا نہایت شدید الضعف ہونا کہے نہیں معلوم اس کے بعد ہر ایک کتاب و تاریخ کا درجہ
تقریباً شان نے اسے متروک مکتوب الی، مکتوب تک کیا کذبہ اس حیثان والجود جانی وقال الجندی ترکہ بیحی
و ابن مہدی وقال الحداد قطنی و جماعة متروک و ابن حبان اور رجائی نے اسے جہو قرار دیا ہے، بخاری
کہتے ہیں کہ اسے بخاری اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ شد لا حسرم
عائد نے تقریب میں فرمایا متهم بالکذب و وہی بالرفق (اس پر کذب کا اہتمام ہے اور اسے رد فعل کی

ماہ انسان النیرن نکتۃ الکتاب مطبوعہ معیضۃ البانی مصر ۳/۱
شد شرح مرط مستقیم و باچہ شرح سفر السعادت حکمتہ قوریہ رضویہ سکھ ص ۱۲
شد تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن السائب بن بشر الکلبی مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ گجرانوالہ ص ۲۹۸

عرفت فسرہ کیا گیا ہے۔ ت، با انہر عاثر کتب سیر و تفسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا مال ہیں
علامتہ دین، ان امور میں انہیں بڑا فائدہ ملتا ہے، نیز ان میں ہے،

قال ابن عدی وقد حدث عن النکلی سفین
و شعبة و جماعة و مرثیہ فی التفسیر و اما
فی الحديث فحدث و صاحبہ
ابن عدی نے کہا کہ بخمیس سے سفیان، شعبہ اور ایک مجتہد
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے
جس کا اعلیٰ تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے مستند
روایات کے نزدیک مناکیر ہیں۔ (دست)

امام ابن سید الناس سیرۃ حرم الاثر میں فرماتے ہیں،
خالل ما یرى عن النکلی انساب و اخبار من
احول الناس و ايام العرب و سیرہم و ما
یجری مجری ذلک مما سمعہ کثیر من الناس
فی حمله عن لایحمل عنه الاحکام و حسن
حکى عنه الترخیص فی ذلک الاکام احمد
کلی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عربوں
کے شب و روز اور ان کی سیرت، سی طرح کے دیگر
معاظت مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے
ملے لیے ہاتھ ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے
وہ امام احمد ہیں۔ (ت)

ملاحظہ فرمائیے (امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک فقہ ہیں)، امام واقدی کو جو راہل اثر نے منین و پناہ کیا
جس کی تفصیل نیز ان وغیرہ کتبوں میں مسطور الاجرم تقریب میں کیا، مقتدر کے معصیۃ علیہ (علی و صحت
کے باوجود مٹو کی ہے۔ ت، اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما اللہ الامام المحقق
فی فتح القندیر (جیسا کہ امام محقق نے فتح القندیر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت، با انہر عاثر جرح شدید ماننے والا

عن حیث قال فی باب الماء الذی یجوز بہ
الوضوء عن الواحدی قال کانت بنو بصاحۃ
جہاں انہوں نے تاباعد الذی یجوز بہ الوضوء
میں واقدی سے نقل کیا کہ بغاۃ (باقی پر صفر آئندہ)

سہ میزان الاعتدالی نمبر ۵۷۴ ترجمہ محمد بن السائب النکلی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲
سہ حرم الاثر ذکر الاجوبہ جاریہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۴/۱
سہ تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمر بن واقدی مطبوعہ دار النشر المکتب الاسلامیہ کراچی ۱۳۱۱ھ
سہ فتح القندیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء مطبوعہ مکتبہ فوریہ رضویہ سکس ۶۹/۱

ہیں، ہمیں سیر و مفارقتی و اخبار کا اہم مانتے اور سلفاً و خلفاً ان کے روایات پر عمل کر کے ہیں کہا لا یخفی علی من
طالع کتب، تقوم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی ہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ت) میزان میں ہے
کان الی حفظہ المستفی فی الاختیار والسیور و یہ اخبار و اعمال، علم سیر و معاری، حوادث و زمانہ
المفارقتی و المعادلات و ایام الناس والفقه اور اس کی تاریخ اور علم فقر و غیرہ کے انتہائی ماہر
و حیر دلک۔ اور حافظ ہیں۔ (ت)

رابعاً ہلال بن زید بن یسار مصری مستقلی گراہن جہاں نے کہا روی عن انس مرثی اللہ تعالیٰ عنہ
اشیاء موضوعۃ (انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے موضوع روایات نقل
کی ہیں۔ ت) حافظ الشان نے تقریب میں کہا حدیثک۔ باوصت، اس کے جب انہیں ہلال نے انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے حدیث فصیلت مستقلان روایت کی جسے حافظ ابو الفرج نے بحقیقت مذکورہ درج موضوعات کیا اس
پر حافظ الشان ہی نے وہ جواب مذکور، افادہ دوم دیا کہ حدیث فضائل اعمال کی ہے سوائے طعن ہلال کے
باعث موضوع گناہ شیک نہیں نام احمد لا طریق معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں تساہل فرماتے ہیں اور یہ بھی افادہ
نہم میں حافظ الشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف ہے جس کے مدسب ستم ماضی و مضاع ہی
کا درج ہے اب یہ بات خوب محظوظ ہے کہ وہ امامستان ہی سے طعن کو متروک یا حادی متروک کو متناشد و ضعیف

(بشیر عاصیہ صفحہ گزشتہ)

طریق لواء الی البساتین و هذا تقوم به المحبة
عند ما اذ وقعنا المواقف و اما عند المحالفت
فلا تنزع منه ایامہ و قال فی فصل فی التماسر
قال فی الکتاب مرجع شیخنا ابو الفتح الحافظ فی
اول کتابہ المفارقتی والسیور من جعظہ و
من وثقہ و رجحہ توثیقہ و ذکر الاجوبۃ
عنا قیل فیہ آھ ۲، من (ھ)
یاں کہ ضعیف کہا گیا انہی کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور صحت
کے گزیر سے ہاتھوں کو پانی دیا جا، تھا ہا سے نزدیک
حجت کے لیے یہی کافی ہے کیونکہ جرنے و افسد کی
توثیق کو ہی ہے باقی محالفت کے نزدیک حجت نہیں
کیونکہ وہ اس کی تضعیف کا قائل ہے اور
"فصل فی التماسر" میں کہا کہ "ما کر ہا سے میں ہا سے
شیخ ابو الفتح حافظ نے اپنی پہلی کتب، مفارقتی والسیور
میں ان روایات کو جمع کیا ہے جن کی توثیق کی کوئی
پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور صحت

بنایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دوبارہ فضائل مستحق تسابیل رکھا اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ
ضعف کیسے ہی شدید ہو جب تک سرحد کذب و وضع تک نہ پہنچے حافظہ اشان کے نزدیک بھی فضائل میں قابلِ زعمی
گوارائی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

خامساً اور سنیئے وضو کے بعد اِنّا انزلنا پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے، تھاموی
نے مقام حدیث میں اسے اصل محض کہا، امام حلیل ابوالمیث سمرقندی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر
فرمایا، امام اشان سے اس بار میں سوال پڑا وہی جواب فرمایا کہ فضائلِ اعمال میں مصافحہ پر عمل روا ہے۔
امام ابن امیر الحاج علی میں فرماتے ہیں،

قد سئل شیخنا حافظ عصره قاضی القضاة
شہاب الدین الشہید بن حجر رحمہ اللہ
تعلق من هذه الجملة ما جاء بما فيه الاخاء
امتی ذکرها الشیخ ابوالمیث معہ اللہ تعالیٰ
ببرکتہ فیہیفة والعلماء یقتاضون فی
ذکر الحدیث الضعیف والعیب فی قضاہ
الاعمال ولم یثبت عند شیخ عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا من قوله ولا من فعلہ
ہمارے شیخ حافظ العصر قاضی القضاة شہاب الدین
المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تعلق سے ان روایات کے
بار سے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا
کہ وہ احادیث جن کو امام ابوالمیث اللہ تعالیٰ عنہ کی
برکت سے نسخ مطاف سے لئے، ذکر کیا ہے وہ ضعیف
ہیں اور عمل حدیث ضعیف کے ذکر کرنے اور فضائل
احمال میں اس پر عمل کرنے میں نرمی برتتے ہیں اگرچہ
نہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ کے مشعل کوئی
قول و عمل ثابت نہ ہوا (مت)

سادساً یہ حدیث کہ چاند گوارہ میں عرب کے چاند عمر کے سورج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باتیں
کرتا، حضور کو ہلاتا، انکشت مبدک سے جرحہ اشارہ فرماتے اسی طرف ٹھک جاتا کہ نبی نے دلائل النبوة،
امام ابن عساکر بن عبد الرحمن صاحبوفی نے کتاب المناہجین، مطبوعہ بغداد، ابن عساکر نے تاریخ دمشق
میں سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اُس کا را احمد بن ابراہیم علی شریہ الضعف
پر ہے۔ میزان میں ہے امام ابو حاتم نے کہا، احادیثہ باطلہ تعدلہ علی کذبہ (اس کی احادیث باطلہ
اس کے کذب پر دال ہیں۔ ت) باوجود اس کے امام صاحبوفی نے فرمایا، ہذا حدیث غریب الاسناد

ملہ علیہ النحلی شرح نئیہ لمصلی

میزان الاعتدال ترجمہ ۲۸۷ احمد بن ابراہیم علی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱/۸۱

والمقرضون المحضات حسن (اس حدیث کی سند بھی غریب اور متن بھی غریب ہاں شہر معجزات میں حسن ہے) اُن کے اس کلام کو امام جلال الدین سیوطی نے خواص کبریٰ ۱۰۱۱ھ احمد قسطلانی نے موبہب لدنیہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

سابعاً حدیث انک الابیض صدیق وصدیق صدیق وعدو عدو الله وكان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ميتة معه في البيت (مرغ سپید میرا خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ) اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے شب کو مکانِ خراب گاہِ قدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، کہ ابو بکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، علامہ شاوی نے تفسیر میں فرمایا: باسناد قبیح کذاب (اس کی سند میں کذاب ہے)، باوصف اس کے فریاد، جدید با فعل ذلک تا سبباً بحدیث میں، یا وار و ہوا تو میں باقد اُسے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرغ سپید کو اپنی خراب گاہ میں ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ مثالیں اس کی اگر تہنہ کیجے بکثرت لیجے و هذا لا یجیر قد بلم لفیة وفيها ذکرنا کفایة لاهل الدرایة (یہ آنری انتہا پر ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا وہ اہل فہم کے لیے کافی ہے۔ ت)

ثامناً احادیث واولیٰ کو ۱۰۱۱ھ و ۱۰۱۲ھ سابقہ بھی کی احادیث کے شاہِ بدل میں خصوصاً حدیث وان کان الذی حدثہ بہ کاذباً (اگرچہ جس نے اسے بیان کیا کاذب ہو۔ ت) ظاہر ہے کہ تہا بل صدق و نفع ہے مرہر ضعیف میں ماحصل توفیق زائل یا جلاوی قصیدہ دلیل ہے اور یہی حکام و عمل قوم سے مستفاد مگر عداستان سے منقول ہوا کہ شرط عمل عدم شرت ضعف ہے نقد تلمیذہ المتخاوی وقال سمعته موارا یقول ذلک (اسے اللہ کے شاگرد نام بخاوی نے نقل کیا اور کہا کہ میں نے ان سے یہ کئی مرتبہ سنا ہے۔ ت)

اقول (بحث قبول شدہ بالضعف) یہاں شرت ضعف سے مراد میں مافظہ سے نقل مختلف سی، شامی نے فرمایا غلطی سے فرمایا امام ابن حجر نے فرمایا،

عنه في مستحبات الوضوء ۱۰۱۱ھ (شامی نے مستحبات الوضوء میں فرمایا ۱۰۱۱ھ ت)
لمع المؤلف اللبابة بحوالہ کتاب المائتین حدیث غریب الاسناد المتنبی، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۴۲۱ھ
کتاب الموضوعات لابن الجوزی باب فی الدیک الذی فی دار الکبریوت ۴/۳
تک تفسیر شرح جامع صغیر للناوی، حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام شافعی ریاض سعویہ ۱۵۱۲
تک التفسیر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض سعویہ ۱۵۱۲

شدیداً صعب ہو الٰہی لایخلو طریق من طریقہ
عن کذاب او متهم بالکذب^۱
شدید الضعف وہ حدیث ہے جس کی اسنادوں سے کوئی
اسناد کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہو۔
یہاں صرف انھیں دو کو شدت ضعف میں رکھی امام سیوطی نے قریب میں فرمایا حافظ نے فرمایا
انیكون الضعف غیر شدید فیہ خروج من الفرد
من کذب بین والتہمیین بالکذب ومن فحش
عظمت^۲
جو۔ (د)

یہاں ان دو کے ساتھ فحش غلط کو بھی راجح یا نسیم الریاض میں قول البدیع سے کلام حافظ ہاں لفظ نقل کیا
انیكون الضعف غیر شدید کحدیث من الفرد من
الکذاب والتہمیین ومن فحش عظمت^۳
تہمیں سے ہوا فحش غلط جو۔ (د)

عنت وھکذا اعتز بعض تھمیریہ وھو السودی
عبد لحن لکنوی فی طفر الاصلی الی التدریب و
بقول البدیع حیث قل الشذ للعلل بأحدث
الضعیف ثلث شروط علی ما ذکرہ السودی فی شرح
تقریب النووی والحدادی فی القول البدیع فی
العصلا علی تحبیب الشفیم وغیرہ الاول عدم
شدۃ ضعفہ حیث لایخلو طریق من طریقہ من
کذاب او متهم بالکذب ایہ اقوال لکن مسلمہ
لصوات تدریب والقول البدیع میظہر لک ان
وقم ھبتا فی السقل مہما تقصر شمسیم
حیث سہمہ ۱۲ سرخی نہ تھائی (د)

معاہرین میں سے مولوی عبد الحئی لکنوی نے تقریباً ہی
"التدریب" اور "القول البدیع" کی طرف ایسے ہی
تشریح کیا ان دونوں نے کہا کہ ضعیف حدیث پر عمل
کی میں شرطیں ہیں یہ کہ خودی نے "شرح تقریب النووی"
اور سخاوی نے "القول البدیع فی الصلاة علی تحبیب
الشفیم" میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی ذکر
کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا ضعف شدید ہو یا فی زرہ کے
تمام طرق کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہوں اور
اقول ابھی بعد میں ہم آپ کو ان دونوں کتابوں کی
جارت سنائیں گے جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ اس نقل میں ان دونوں سے انتہائی کوتاہی سرزد
ہوئی ہے بخور کرنا چاہئے۔ ۱۲ سرخی اللہ تعالیٰ جنت

سہ رد المحتار مستحبات الوضوء مطبوعہ مکتبۃ انبیا بی مصر ۹۵/۱
سہ تدریب ارادی شرح تقریب النووی دار نشر مکتبۃ الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
سہ نسیم اریاض شرح لسانہ مکتبۃ دار الفکر بیروت ۳۳/۱

یہاں کا فائدہ نے زیادہ توسیع کا پتہ دیا، تھوڑا اول پر اہل سہل و قریب ہے کہ ایک جماعت علماء حدیث کے راہین و متبعین پر طلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کر سکتے ہیں مثلاً فی تقریبات و مسائلات جہور و علی و خود اہم الشان سے بعید و رفاقت بخلافہ الجہ سے ہم ابھی روشن بیان سے واضح کر چکے ہیں کہ خود حافظ نے متروک شدہ الضعف راوی موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں محفل رکھا مگر بحمدہ تعالیٰ ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادات سے بقیہ میں مبرزین کرتے ہیں کہ تخیل ابہاس میں کی حدیثیں سرگزشت ضعیف شدہ سے پاک و منترہ ہیں ان پر صرف الفاظ یا جماعت راہی سے طعن کیا گیا یہ ہیں بلکہ تضعیف قریب و ضعف شدید و الحمد للہ الحق المجدد هذا (اسے یاد رکھو۔ ت) اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس مقام پر فتح مہیث کے حاشیہ میں ایسی گفتگو کی ہے جو اس مقام پر مناسب ہے میں اتمام مقصد کی خاطر اس کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ پہلے میں وہ ذکر کروں گا جو لاء شامی نے طحاوی سے اور انہوں نے ابن حجر سے نقل کیا ہے پھر اسے مزید قوی کروں گا علماء کے اطلاق سے پھر میرا قول یہ ہے ا

و من یتبع کتبہا علی ہا مش صخر المعبث،
کلاماً یتعلق بالمقام احببت ابرادہ اسماء
للزماء، فذكرت اولاً ما عن الشافعي عن الخطابي
عن ابن حجر ثم ابدته باطلاق العلما، ثم
اروت ما عن المصنف عن الخطابي عن المصنف
ثم قلت ما نصه۔

سے پھر وہ نقل کروں گا جو نسیم نے سخاوی سے، ہوں کے حافظ سے نقل کیا۔ پھر میرا قول یہ ہے ا
اقول و هذا الكتاب من مخالفت لا طلاق
ما صرح من الشافعي عن العلما، قاطبة، ولتحديد
ما صرح من الخطابي عن شيوخ الاسلام
نفسه لكن يظهر في هذه المخالفة عن
كلامي شيخ الاسلام، بأنه هوذا ذكر المصنف
وفيما سبق قال لا يخلو طريق من طرقه، فيكون
المصنف من شيوخ المصنفين في غير الكذب
والهتمة لا يقبل عنده في الفصل هي التفرقة
اما اذا كثرت طرقه فمن يبلد درجة يسير
المصنف في خصوص قوله في الفصل، بخلاف
شديد المصنف بالكذب والهتمة فامره
وامر كثر طرقه الحق لا تقو به بان ويحلوه

اقول میں کہتوں معلوم ہے یہ بات حلالہ
قوی کے نقل کردہ تمام علماء کے اطلاق اور خود
شیخ الاسلام سے امام طحاوی کی مندرجہ نقل کردہ تقریریں
کے خلاف ہے۔ لیکن شیخ الاسلام کی دونوں کلاموں
میں مخالفت کو ختم کرنے کی وجہ مجھ پر ظاہر ہو رہی ہے وہ
یہ کہ یہاں انہوں نے راوی کے تفرقہ کی بات دی ہے اور
پہلے انہوں نے کہا ہے کہ فرق میں سے کوئی طریق بھی
(کتاب و متہم سے) خالی نہ ہو، پس حاصل یہ ہوا کہ
کذب و ہتمت کے بغیر شدید ضعف ہو قرآن کے ہاں
تفرقہ کی صورت میں فضائل میں قابل قبول نہیں، بلکہ
جب وہ کثرت طرق سے مروی ہو تو اس صورت میں
وہ شدید ضعف سے خفیہ ضعف کے درجہ میں

شئ منه من كذاب او متهم لا يصلح نقله الدخيل
ولا يصلح به في القضايا ، وهذا هو الذي
يعطيه حلاله السخاوى فيما مر حيث جعل
قبول ما فيه ضعف شديد مطلقا ولو بغير
كذب في باب العصائل موقوفا على كثرة الطرق
لكنه يحالعه في خصلة واحدة ، وهو حكمه
بالقبول بكثرة الطرق الصغرى بالكدب ايضا
صحا تقدم ، وهو كما ترى مخالفت لمصريح
ما نقل من شيخ الاسلام وعلى محل دله برفع
مخالفة نقل شيخ الاسلام عن العلماء جميعا
لنقل الامام النووي عنهم كافة ، فانهم
لم يشرهوا للقبول في انفصائل في شديدة الضعف
كثرة الطرق ولا غير هاسوى ان لا يكون
موضوعا ، فمصرح يعطيه كلامهم قبول
ما اشتد ضعفه لغنى وحش خلط ، مثلا
وان تعدد دله بكثر طرقه ، فاهم ، وتأمل
ما ان المقام مقام حواء وزلى ، والله المسئول
لكنشف الحجاب ، وابانة المصواب اليس
الصريح واليه البأساء ، ما ردت نقله مما
حلقته على الها مش .

کمال میں اس اب وہ صرف فضائل میں مقبول ہو جائیگی
اس کے برخلاف جو کذب اور تهمت کی وجہ سے شدید ضعف
والی ہو تو پیشہ رفت طرق کے وجود وہ مقبولیت کے
درجہ کو نہیں پہنچ سکتی اور یہی فضائل میں قابل عمل ہو سکتی
ہے کیونکہ اس کے برعکس ہیں کوئی نہ کوئی کذب اور
تہم ضرور ہوتا ہے۔ یہی بات علامہ سخاوی کے گزشتہ
کلام سے حاصل ہوتی ہے جہاں انہوں نے شدید
ضعف والی حدیث کے فضائل میں مقبول ہونے کو
کثرت طاق پروقوف کیا وہاں شدت ضعف مطلق واد
سے خواہ وہ کذب کے علاوہ ہی ہو۔ لیکن یہ بات ان کو
ایک سو گز آنے آئے گی۔ جہاں انہوں نے ضعف بالکتاب
پر بھی کثرت طاق کی بنا پر مقبول ہونے کا حکم کیا ہے جیسا
در را ہے حالہ میں معلوم ہے کہ یہ بات شیخ الاسلام
سے نقل کردہ کے صراحت خلاف ہے۔ بہر صورت
شیخ الاسلام کا تمام علماء سے نقل کردہ مرقع اور امام
نوی کا نقل کردہ انہی تمام علماء کا مرقع مختلف ہے
یہ اختلاف مرقع نہیں ہو سکتا، کیونکہ علامہ فضائل
میں شدید ضعف والی حدیث کو قبر کرسد کے لیے کثرت
طرق وغیرہ کی شرط نہیں لگائی صرف یہ کہ سبہ کو وہ
موضوع نہ ہو، ان کے کلام کا صریح ما حاصل یہ ہے
کہ کثرت طاق یا قس غلطی کہ بنا پر جس حدیث کا ضعف شدید ہو خواہ اسی کا راوی متعدد ہی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث کے
طرق کثیر بھی نہ ہوں تب بھی یہ حدیث (فضائل میں) مقبول ہے، خود تا کلی کرد، کیونکہ یہ مقام سختی ہے اور غلط فہمی
پیدا کر سکتا ہے، پردوں کو ٹکراتے اور درست کو غلط کرنے کا سہرا صرف اندھ تان سے سبہ اسی کی طرف لوٹا ہے اور
وہی جاسے بنا ہے فتح انقیث کے ماسخیں ہیں سے جس نقل کو اپنا حق وہ مقرر ہوا۔ انت
فان قلت هذا قيد تراشد اصاده

اگر اعتراض کے طور پر قریب کے تمام شیخ الاسلام

امام علیہ السلام اطلاقاً علیہ دفعاً
للتجالیات من التعلیل قلت نعم
لو انما ما ذکرنا من الدلیل علیہ
لا یلائم سریان التعلیل الیہ ، وکیف
نصر ، ما انما یصلون یصلون شدۃ
الصعب ثمر یصلون ، وبالجملة فالاطلاق هو
الادق بالدلیل والاصح بقوا عند انشع الخلیل
فوائد یكون علیہ التعلیل والعلم بالحق
عند الملک الجلیل .

کے بیان میں ایک زائد قید ہے جس پر علماء کے اطلاق
کو محمول کیا جا سکتا ہے اس سے دو نقل کردہ کلام میں
اختلاف قائم ہو سکتا ہے قلت (تو میں جواباً کہتا ہوں ہاں
اگر علماء کے ذکر کردہ پر کوئی دلیل نہ ہو تب بھی ان کے کلام
کو اس قید سے خاص کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ ان کا کلام
ہی نہیں ہے بلکہ وہ شہید ضعف یا کبھی قبول کر سکتے ہیں
عمل پر ہیں جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ
(شہید ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق
کی قید نہ لگانا دلیل کے زیادہ موافق اور قواسم
شرعیہ کے زیادہ مناسب ہے ، ہماری خواہش ہے کہ یہی قابل اعتماد جو اس حق کا علم اللہ جل جلالہ کے
ہاں ہے ۔ (ت)

فائدة جلیلة (فائدة حلیة)

فی احکام افواج الضعیف والحدیث صحیح ، ہذا
الذی شرت الیہ من کلام السلف والحدیث المتفق
هو قوله مع منتهی فی بیان الحسن ، انما
یکسب ضعف الحدیث لکذب او شدۃ ما انما
خالف من هو احفظ ، اکثر اقوی الضعف نیز
قلہ یحبر ، لکثرت طرقہ لکن کثرة طرقہ یرتفع
عن مرتبة الحسن وہ النکراتی مرتبة الضعیف
الذی یجوز الصل بہ فی الفصائل و ما یما
تکون تلك الطرق البراهین بصولة الطریق
القی میما ضعف یسیر یحییٰ لوفرض محقق
ذلت الحدیث باسنادہ ضعف یسیر کان مرتباً
بہا الی مرتبة الحسن فنیرة مکتوبا ۔

قائد جلیلہ (ضعیف حدیث کی احکام اقسام اور
اہل کی روایت کے بیان میں) امام سخاوی کے جس کثرت کلام
کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ پنج تہا حدیث حسن کے
بارہ میں ہے کہ حدیث کا ضعف کذب یا شدۃ
یعنی وہ حدیث احضار وادی یا کثیر روایت کی روایت کے
خلاف ہو ، یا یہ ضعف قوی ہو جو ان دونوں کے کذب
اور شدۃ کے علاوہ کسی اور وجہ سے پیدا ہوا ہو ،
یہ ضعف کثرت طرق سے بھی غیر نہیں ہو سکتا ، کیونکہ
کثرت طرق کی بنا پر حدیث مردود منکر کے مرتبہ سے ترقی
کر کے ایسے ضعف کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے جس سے
فضائل میں عمل کے لیے مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کے سند و کثرہ طرق ایک

معمول کرد طریقہ جیسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ حدیث کئی معمولی ضعف والی سند کے ساتھ مروی فرض کر لی جائے تو یہ درجہ حسن وغیرہ پر فائز ہو جاتی ہے، مطلقاً۔ (ت)

وراشئنی علقۃ علیہ ہھنا مانصبہ
اقول حاصل ماقتصر وتحرر ہھنا مع
خیادات نفیۃ منا ان الموضوع لا یوصل
لشیء اصلاً ولا یلتزم جرحہ ابدالاً وکثرت
طرقہ ما کثرت، فان زیادة الشر لا یزید
الشیء الا شراً، والضعف الموضوع کالمعدوم و
المعدوم لا یقوی ولا یشکی، ومنہ عند جمع
منہم شیخ الاسلام عا جہاد بروایۃ الکذا بین
وعند آخرین منہم خاتم الحفاظ ماتی من
طریق المتهمین، و سؤہما السخا و
بشیدہ الضعف الا ان لہا یہ ان ان الرخص
لا یثبت الا بالقرائن المقررة ان تغرد بہ
کذاب او ضاع کما نص علیہ فی هذا الکتاب،
وہو عندی مذهب قوی اقرب الی الصواب،
اما الضعف بقیر الکذب والتمہۃ من ضعف
شدید مخرجہ لہ عن حیز الاعتبار کفحش
قسط الراوی فیہ العمل بہ فی الفضائل علی
ما یعطیہ کلام عاصۃ الصلیاء، و ہوا لا تعد
بقضیۃ الدلیل والمقاعد، لا عند شیخ
الاسلام علی احدی الروایات عنہ و مع
تبعہ کالسخاوی الا اذا کثرت طرقہ الساقطۃ
عن درجۃ الاعتبار فہو یکون مجموعہا
کطریق واحد صالح لہ فیعمل بہا فی الفضائل

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے اس مقام
پر حاشیہ لکھا ہے جو یہ ہے اقول ہماری زائد اباحت
کے ساتھ جو یہاں ثابت اور واضح ہو چکا ہے اس کا
حاصل یہ ہے کہ موضوع حدیث کسی طرح کارآمد نہیں ہے
اور کثرت طرق کے باوجود اس کا عیب ختم نہیں ہو سکتا
کیونکہ شرک زیادتی سے شرفیہ بڑھتا ہے، نیز موضوعات
معدوم چیز کی طرح ہے اور معدوم چیز نہ قوی ہو سکتی
ہے اور نہ قوی بنائی جاسکتی ہے، موضوع کی ایک قسم
وہ ہے جس کو ایک جماعت نے جس میں شیخ الاسلام
بھی ہیں نے بیان کیا ہے، وہ یہ کہ جس کو کذاب لوگ
روایت کریں، اور ایک دوسری جماعت جس میں سے
”خاتم الحفاظ“ بھی ہیں نے بیان کیا ہے کہ ”موضوع“
وہ ہے جس کو متعمد بالکذب روایت کریں۔ امام سخاوی
نے ان دونوں بیان کردہ قسموں کو ”مشیدہ الضعف“
کے مساوی قرار دیا ہے، جس کو عنقریب بیان کریں گے،
امام سخاوی کا خیال ہے کہ موضوع کی پہچان مقررہ قرائن ہی
سے ہوتی ہے جیسا کہ روایت کرنے والا کرتا ہے یا
وضاحت اس روایت میں متقدم ہو، جیسا کہ امام سخاوی
نے اس کتاب میں بیان کیا ہے میرے نزدیک یہی
ترقعت قوی اور اقرب الی الصواب ہے، مگر کذب اور
تمت کذب کے بغیر کوئی بھی شدید ضعف جس کی بنا پر
حدیث درجہ اعتبار سے خارج ہو جاتی ہے مثلاً راوی
کی انتہائی غش غلطی ہو، ضعیف کی یہ قسم فضائل میں

کا رد ہو سکتی ہے جیسا کہ عام علماء کے کلام سے حاصل ہے اور یہی موقف دلیل و قواعد سے مطابقت رکھتا ہے، مگر شیخ الاسلام سے ایک روایت میں اور امام سخاوی کی طرہ ان کے پیروکار حضرات کے ہاں یہ قسم فضائل میں معتبر نہیں ہے تاؤتھیکہ اس کے کز و در طرق کثیر نہ ہوں اس پر طرق کثیر ہوں قرآن سب کے مجموعہ کو وہ ایک طریقہ صالحہ کے مساوی قرار دے کر فضائل میں قابلِ عمل قرار دیتے ہیں، تاہم اس قسم کی ضعیف حدیث کو احکام کے لیے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی یہ درجہ حسن لغویہ کو پاسکتی ہے۔ ہاں اگر ان متعدد طرق کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے صالح طریق سے اس کی کمزوری اٹل ہو جائے تو وہ بات ہے، کیونکہ کمزور متعدد طرق اور ایک صالح طریق کی بنا پر وہ حدیث دو ایسی ضعیف

ولكن لا يحتج بها في الاحكام ولا تبلغ بذلك درجة الحسن لغيره الا اذا التجمعت مع ذلك بطريق اخرى سالحة للاعتبار فان مجموع ذلك يكون كحديثين ضعيفين صالحين . ناضدين فمع ترفق الى الحسن لغيره فتصير حجة في الاحكام ، اما مطلقا على ما هو ظاهر كلام المصنف اعني المراق او بشرط تعدد الجاهلات الصالحات الباقية مع هذه الطرق القاصرة المتكثرة القائمة مقام صالح واحد عند الكثرة في المسائل على ما فهمد السخاوي من كلام النووي وغيره الواقعة فيه لفظ الكثرة من نزاع فيه مفيد بسلامة شيخه . سلمه في النهاية والتخية الكتف

ان کے الفاظ یہ ہیں، جب راوی سوہ حفظ کا ساتھ معتبر راوی بن جائے جو اس سے اوپر ہو یا اس کی مثل اس سے کم نہ ہو اور اسی طرح وہ مختلف جواہر نہیں کرتا مستورا اسناد و اصل اور اسی طرح دس جبکہ مختلف مذکور ہیں انہوں نے ان کی حدیث حسن ہو جائے گی ہاں لذا تم نہیں بلکہ باعتبار المجموع ہوگی کیونکہ ہر ایک ان میں سے (یعنی سوہ حفظ اور مختلف جواہر کا ذکر ہوا الخ) برابر احتمال رکھتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، پس جب معتبر راویوں میں سے کسی ایک کو مافی روایت آجائے تو ذکر کردہ دونوں احتمالوں میں سے ایک کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور (باقی اگلے صفحہ پر)

عہہ حیث قال متى تدرى الحق الحفظ بمعتبر كان يكون فوقه او مثله لانه وكذا المختلط الذى لا يشهدوا المستور والاشاد الذين كذا الذين لا يعرفون الصحتة منه صار يقيم حسنا لانه انه بل وصفه بذلك باعتبار المجموع لانه كل واحد منهم (أو) ممن ذكر من الحق الحفظ والمختلط الخ) با احتمال كون مروايت صوابا او غير صواب على حد سواء فاذا اجادت من المعتبرين مرواية موافقة للاحدهم صحيح احد المجانبين من الاحتمالين المذكورين ودلى ذلك على ان الحديث محفوظ

حدیثوں کی طرح ہی باقی جو آپس میں مل کر تقویت کا باعث بن جاتی ہیں اور وہ ضعیف حدیث حسن فقیرہ کے مرتبہ کو پہنچ کر احکام میں بہت بن جاتی ہے، اب یہ اختلاف اپنی جگہ پر ہے کہ عرفہ اسی قدر سے مقبول ہے جیسا کہ مصنف یعنی علامہ عراقی کے کلام سے عیاں ہے یا بطریق یہ متعدد صالح طرق جن کی بنا پر کزوری زائلی ہو سکے ان متعدد صالح وجوہ اور کزور طرق، جو ایک صالح طریق کے مساوی ہیں، کی کثرت طرق صالحہ بن جاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری نے امام نووی وغیرہ کے کلام سے لکھا جن میں کثرت استعمال ہوا ہے، باوجودیکہ ہمارا اس میں اختلاف ہے جو کہ شیخ الاسلام کے اس کلام سے مرید ہے

بوحدة الخبر مع جواز انتكون المكثرة في كلام النووي بحثي مطلق التعدد، وهو لا يوفق بما رأيته من منيعهم في غير مقامه والضعيف بالضعف لا يبرأ عن ما لم يزل من محل الاحتياط يصل به في الفضائل وحده، وان لم يوجب فان انجبر ولو بواحد مما حسننا فقيره، واحتج به في الاحكام على تفصيل وصفنا ذلك في الجابر، فلهذا هي انواع الضعيف، اما الذي لا نقص فيه من درجة الصحيح الا المقصود في ضبط المرادى غير بالغ الى درجة الغفلة فهو الحسن لانه المحتج به وحده حتى في

www.alukah.net/burk.org

(بقیہ مائتہ صفحہ گزشتہ)

یہ بات دلائل کی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور درجہ وقعت کے درجہ قبول پر غور ہو گئی ہے اور دائرہ علم، ذرا غور کرو تم میں بعض ایک معتبر کے ساتھ اور شریعت میں کئی افراد کے ساتھ ملافت و دوست پر گفتگو کیے کیا اور اسے قبول کا درجہ دیا ہے اور یہاں قبول سے مراد احکام میں قبولیت مراد ہے کہ نگار انہوں نے حدیث ضعیف کو صالح لا اعتبار و الروکھا ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں بالاجماع مقبول ہے، خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری روایت نہ ہو اور میرے لیے یہ ظاہر ہوا کہ درجہ ای دونوں عراقی از شیخ الاسلام کے ساتھ ہے اس کی بنا پر جو تہمت میں ان دونوں کی دلیل بیان کی گئی ہے یہ نفع الغیث پر میری اعلیٰ سے منقول ہے ۱۲ اندر غرضی اندر غالی اند (ت)

فارتقى من درجة التوقف الى درجة القبول والله اعلم اه وانظر كيف اجتزى في المعنى بتوحيد معتبر وفي التشرع بافراد رواية وحكم بالارتقاء الى درجة القبول وما المراد به ههنا الا القبول في الاحكام فانه جعل الضعيف صالحا لا اعتبارا من الرود مع انه مقبول في الفضائل بالاجماع ويظهر ان المرجح معهما اعني العسراقي و شيخ الاسلام لما بين في المنتهة من الدليل لهما منقولهما ما علمته على قمت الغيث ۱۲ اندر غرضی اندر غالی اند (ہر)

الاحکام ، و هذا اذا كان معه مثله ولو واحد
صاحب حصص الفيرة او دونه مبايعة فلا
يكثرة انتفى ما كتبت بتلخيص -

مکتب میں (گرام نمبر) کے کلام میں لغو کثرت سے مطلق ، تعدد سہاویہ احتمال کی مدت کے زیادہ قریب ہے
جیسا کہ ہم نے متعدد جگہ استعمال پایا ہے اور ضعیف کی ایسی قسم میں معمولی ضعف ہو یعنی جس سے بعد اعتبار ساقط
نہ ہو یہ فضائل میں تنہا معتبر ہے خواہ کوئی مزید بھی نہ ہو اور اگر کوئی ایک ایسا مزید پایا جائے جو اس کے ضعف کو زائل کر دے
تو یہ حسن لغیرہ بن جاتی ہے اور اس کو احکام میں حجت قرار دیا جائے گا جس کی تفصیل ہم نے کمزوری کو زائل کرنے والے
امور میں بیان کر دی ہے۔ یہ تمام ضعیف کی افواہ ہیں۔ اگر صحیح حدیث کے شرائط میں ماسوائے ضبط راوی کی کمزوری کے
اور کوئی کمزوری نہ ہو تو یہ حدیث "حسن لذاتہ" ہوگی بشرطیکہ ضبط راوی کی سیکڑی غفلت کے وجہ تک نہ پہنچی ہو اور یہ
"حسن لذاتہ" و اور حدیث بھی احکام کے لیے حجت ہو سکتی ہے اگر حسن لذاتہ کے ساتھ اس کی ہم مثل ایک ہی مل جائے
تو یہ حدیث "صحیح لغیرہ" بن جاتی ہے اور اگر اس سے کم درجہ کی کوئی مزید اس سے مل جائے تو صحیح لغیرہ نہ بنے گی
تا وہ حدیث اس سے کم درجہ کی متعدد روایات جمع نہ ہو جائیں میری بھی ہوتی قلیل ختم ہوتی ، غفلت۔ (ت)

یہ چند جگہ لو بجا دل پر نش کر لینے کے ہیں کہ جو تہ تہا سے اس تحریر نویس کے ساتھ شاید اور جگہ نہ ملیں ، و
باللہ التوفیق ولہ الحمد الحمد للہ القادر القوی علہ ما علہ وصلی اللہ تعالیٰ علی اہل تہا و تہا الضعیف و
الہ وسلم و قول ضعیف فی فضائل الاعمال کا مسئلہ جلیلہ ابتدائے مسودہ فقیر میں صرف دو افادہ مختصر میں میں منقول
مقدار تھا اب کہ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں رسالہ نبوتہ تہا نے مجھے میں چھپنا شروع ہو گیا اٹھائے تبیض میں
بارگاہ مفیض علوم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکھرا تہا نے خاص جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں
تک آٹھ افادات تہا اسی مسئلہ کی تحقیق میں تہا ہوتے تہا روکتے روکتے اتنے اوراق اٹھا ہوتے ، امید کی جاتی
ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تفصیل جلیل و تفصیل جلیل اس تحریر کے ہوا کہیں نہ ملے ، مناسب ہے کہ یہ افادے اس مسئلہ
خاص میں جدا رسالہ قرار دیے جائیں اور مجاہد تاریخ التہاد الکاف فی حکم الضعفاء (ضعیف
حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت۔ ت) لقب پائیں و باللہ التوفیق ولہ العنة علی ما شارح من نعم تحقیق
ما کان لعمش و عشر ہا نلیق و الصلاة والسلام علی العجیب انکریہ و آلہ و عجلہ ہدایہ

عہ منقول علی بالام سے بھی ضعت یا فصیح کلام میں شایع و ذایع ہے جو م التوفیق یوم التہاد و کبیر التہاد الی غیرہ لک
امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے الکاف الشاف فی تخریج احادیث انکشاف ۱۲ منہ (۴)